ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
مارچ 2023ء جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 03

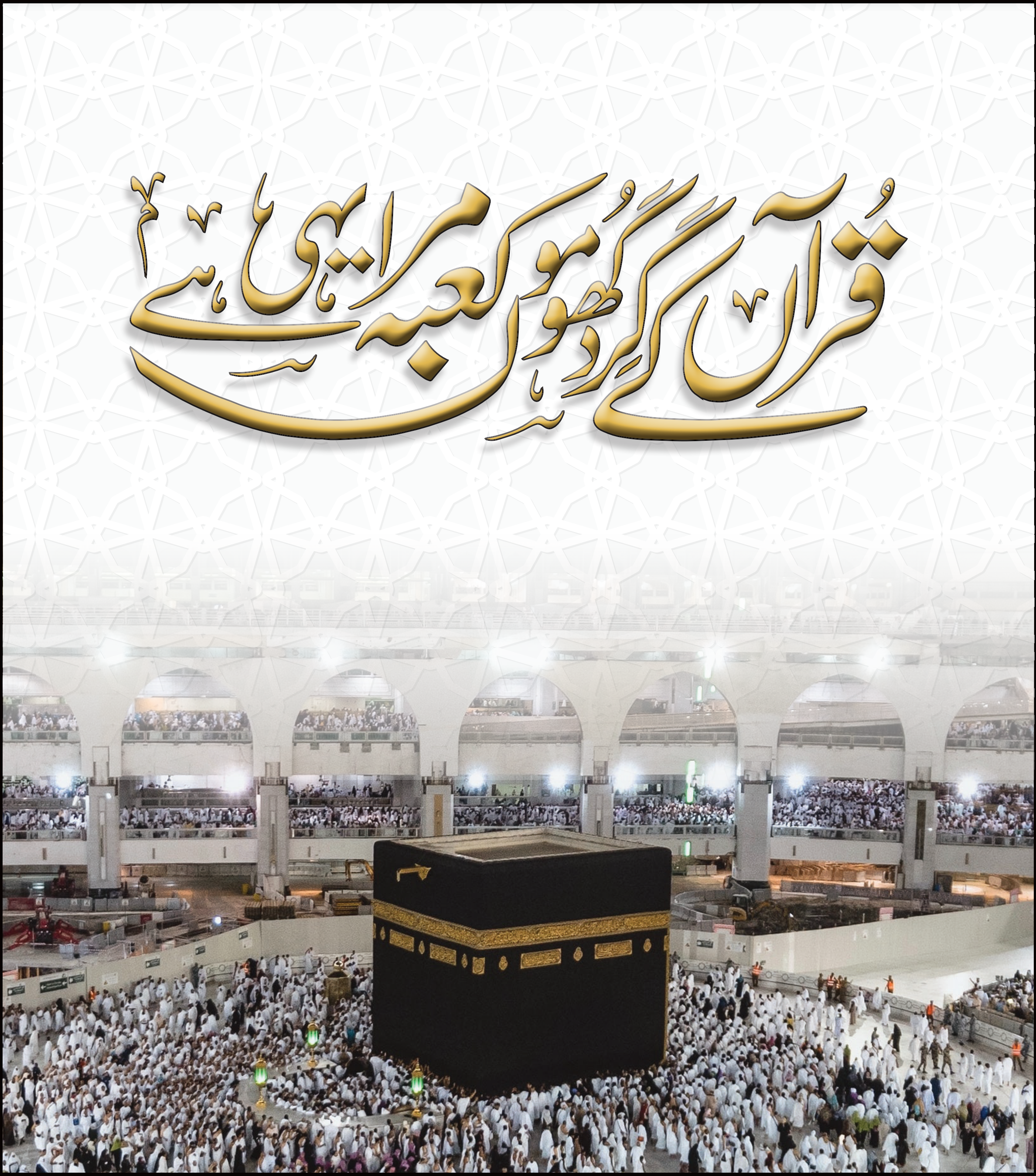

قرآنِ کریم کی معجزانہ تاثیرات

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 3 مارچ 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد میں خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”قرآن کریم جو معرفت کا خزانہ ہمیں دیتا ہے حقیقت میں یہی ہے جو بندے کو خدا سے ملاتا ہے۔ اس کے علاوہ خدا کو پانے کا کوئی طریق نہیں ہے“۔

”قرآن کریم نے خدا کا چہرہ دکھانے میں کس طرح اپنا کردار ادا کیا اس بات کو صحابہ کی زندگیوں میں دیکھا جاسکتا ہے، حضرت مسیح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جو صدر اسلام کا وقت تھا اس زمانے پر ایک وسیع نظر ڈال کر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے کیونکر ایمان لانے والوں کو مذکورہ بالا ادنیٰ درجے سے اعلیٰ درجے تک پہنچا دیا“۔

”جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبّت اور صدق کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے وہ ظلّی طور پر خدا کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآنِ شریف میں ہم مطالعہ کرتے ہیں۔ مَیں نے قرآن کریم میں ایک زبردست طاقت پائی ہے، مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقاماتِ ولایت تک پہنچ جاتا ہے“۔

”قرآن کریم کی معجزانہ تاثیرات سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی کامل پیروی کرنے والے درجہ قبولیت کا پاتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہو کر خدا تعالیٰ اپنے کلامِ لذیذ اور پُر رُعب کے ذریعہ سے ان کو اطلاع بھی دیتا ہے اور خاص طور پر دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد بھی کرتا ہے“۔

اس مضمون کو سمیٹتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”آج کل کے نام نہاد علماء نے جو تقویٰ سے عاری ہیں اس (قرآن) کی تعلیم کو ایسے رنگ میں پیش کیا ہے کہ مخالفینِ اسلام کو اس کی تعلیم پر مزید اعتراض کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ آج یہ ہم احمدیوں کا کام ہے کہ اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہوئے اس تعلیم کی خوبیوں کو اپنے قول و فعل سے عمل کر کے دکھائیں۔ دنیا کو بتائیں کہ قرآن کریم ہی ہے جو ہر قسم کی بیماریوں کا علاج ہے اور اس کو بھیجنے والا وہ خدا ہے جس نے اسے بامقصد بنا کر دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ بہت گہرے مضامین ہیں۔ بہت غور سے سننے والے ہیں۔ بہت غور سے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کو بڑے غور سے ہمیں پڑھنا چاہیے“۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر جماعتِ احمدیہ کی حالیہ مخالفت کے پیشِ نظر دعاؤں کی تازہ تحریک کرتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”اب مَیں دعا کی تحریک بھی کرنا چاہتا ہوں، بنگلہ دیش میں آج کل جلسہ سالانہ ہو رہا ہے، آج ہی ان کا پہلا دن تھا۔ لیکن وہاں مخالفین نے جلسہ گاہ پر حملہ کیا۔ کئی لوگ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ ابھی تک جو خبر آئی ہے اس کے مطابق انہوں نے کچھ اس طرح حملہ کیا کہ بعض شدید زخمی بھی ہوئے ہیں۔ پھر اس علاقے کے احمدیوں کے گھروں کو جلا بھی رہے ہیں۔ ابھی پورا اندازہ نہیں کہ کتنا نقصان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ان کی پکڑ کے بھی سامان کرے۔ ان کے لیے کوئی ہدایت کی دعا تو نہیں ہو سکتی۔ **اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا** کی دعا ہی ہے جو منہ سے نکلتی ہے، دل سے نکلتی ہے“۔

اسی طرح پاکستان، برکینا فاسو اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ احمدیوں کو محفوظ رکھے، آمین۔

(تلخیص از سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن (آن لائن) مؤرخہ 3 مارچ 2023ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

اے لوگو! تم پر ایک مبارک مہینہ سایہ کرنے والا ہے

اِمسال موسمِ بہار کی آمد کے ساتھ روحانی بہار کی بھی آمد آمد ہے، ماہِ رواں کے تیسرے ہفتہ رمضان المبارک کا آغاز ہوگا تو مسلمانوں کے گھروں میں، مساجد میں ایک غیرمعمولی رونق ہوگی، جوش وجذبہ کے ساتھ عبادات ادا کی جارہی ہوں گی، کہیں تلاوت قرآن کریم کی آوازیں آرہی ہوں گی تو کہیں اپنے رب کے حضور دعائیں کرنے والوں کی گریہ وزاری کی دلگداز آوازیں عرش کے کنگرے ہلا رہی ہوں گی۔صحت مند بالغ مسلمان اپنے مولا کی رضا کی تلاش میں فجر سے پہلے سحری کر کے سارا دن بھوک اور پیاس برداشت کر رہے ہوں گے تو اپنی راتوں کو دعاؤں اور عبادات سے آباد کر رہے ہوں گے کہ ذکرِ الٰہی سے اپنے اوقات معمور کرنے کا یہ سنہری موقع ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس کے لئے جنّت کو سال بھر سجایا جاتا ہے۔

اس مبارک مہینہ میں امّتِ مسلمہ اپنے ربِّ عظیم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے یہ سب کچھ بجالاکر حبیب کبریاء ﷺ کی دی ہوئی خوشخبریوں کے مطابق رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹنے کی کوشش کرتی ہے۔ آنحضور ﷺ نے بڑے واضح الفاظ میں اس مہینہ کے دوران سچّے دل سے قیام و صیام کرنے والے کو مغفرت وجنّت کی بشارت دے رکھی ہے۔اس کی کمزوریوں کو دور کر کے بے انتہا نعمتیں عطا فرمانے کا وعدہ کر رکھا ہے۔پس ہمیں چاہئے کہ اس مقدّس مہینہ کو بھرپور انداز میں گزاریں جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے، رمضان شریف تمام عبادتوں کا ارتقاہے، رمضان شریف انسان کو اس مقصد کی طرف لے کر جاتا ہے جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے۔ یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے، اور اللہ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے، اس کے باوجود بڑے بدقسمت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور خالی ہاتھ اس میں سے نکلیں لیکن یہ پانی ان کو نہ چھوئے اور چکنے گھڑے کی طرح ویسے کے ویسے وہاں سے آگے چلے جائیں، یہ بڑی بدقسمتی ہے، ایسی بدقسمتی ہے کہ آپ کروڑوں مسکینوں کو بھی کھانا کھلادیں تو بھی یہ نیکی اس نعمت کی محرومی کا بدلہ نہیں ہوسکتی اس لئے ہر وہ احمدی جو استطاعت رکھتا ہے اور اپنے نفس کا تجزیہ کر کے جانتا ہے کہ وہ بیمار نہیں ہے بلکہ صرف کمزوری محسوس کر رہا ہے، اس کو لازماً آگے بڑھنا چاہیے اور روزے رکھنے چاہئیں‘‘۔ (خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 327-326)

رمضان المبارک کی برکات سمیٹنے کا طریق بتاتے ہوئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہمیں اس رمضان میں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے کے لئے اُس کے حکموں پر چلنے والے ہوں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے چلے جانے والے ہوں، دعا کی حکمت اور فلاسفی کو سمجھنے والے ہوں، اپنے اعمال کی اصلاح کرنے والے بنیں اور اُن لوگوں میں شامل ہوں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتی ہیں، دوسروں کے لئے دعائیں کرنے سے بھی اپنی دعائیں قبول ہوتی ہیں‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل 7 مئی 2021ء)

اللہ کرے کہ ہم ان اِرشادات کے مطابق رمضان کے یہ مبارک و مقدّس ایّام گزارنے اور اپنے اللہ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں، آمین۔

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

شعبان 1444 ہجری قمری | مارچ 2023ء | جلد نمبر 24 | شمارہ نمبر 03 | امان 1402 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: ”روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن“
06	نظم: دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
07	خطبہ جمعہ: ”یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالَم ہے“
15	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق قرآن
18	مختلف زبانوں میں تراجم قرآنِ کریم کی اشاعت
23	جماعت احمدیہ کا شائع کردہ پہلا جرمن ترجمہ قرآن کریم
24	منظوم کلام: گلے کا تعویذ اسے بناؤ، ہمیں یہی حکمِ مصطفیٰ ہے
25	جرمن ترجمہ قرآن پر تبصرے
27	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خشوع و خضوع سے بھری نمازیں
31	حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی بائبل کی روشنی میں
35	پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف شرانگیزی کی نئی لہر
37	تعارف کتب: من آنم کہ من دانم
38	اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی
39	جماعت احمدیہ جرمنی کی تبلیغی سرگرمیاں
41	عشائیہ مجلسِ صحت جماعت احمدیہ جرمنی
42	تقریب تقسیم انعامات
43	ادبی صفحہ: مثنوی قادر نامہ
44	تاریخ جرمنی
45	ملکی و عالمی خبریں
46	دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
47	یادِ رفتگان: مکرم محمد صادق جنجوعہ صاحب مرحوم
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات و دعائے مغفرت)

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

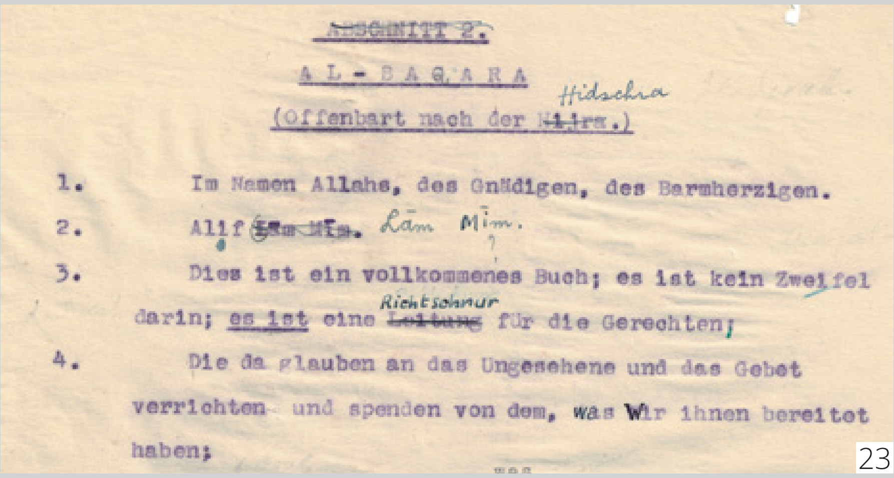
~~ABSCHNITT 2.~~

A L - B A Q A R A

(Offenbart nach der Hidschra.)

1. Im Namen Allahs, des Gnädigen, des Barmherzigen.
2. Alif Lām Mīm.
3. Dies ist ein vollkommenes Buch; es ist kein Zweifel darin; es ist eine Richtschnur für die Gerechten;
4. Die da glauben an das Ungesehene und das Gebet verrichten und spenden von dem, was Wir ihnen bereitet haben;

23

04

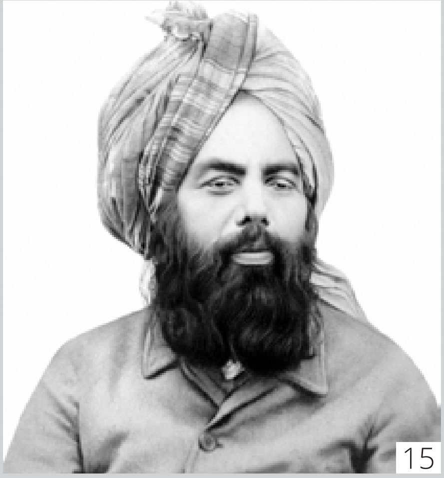
15

31

18

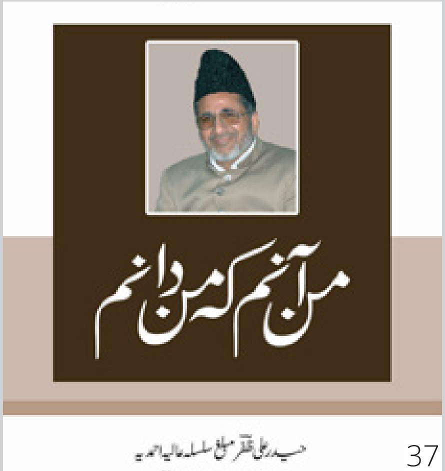

37

07

23

45

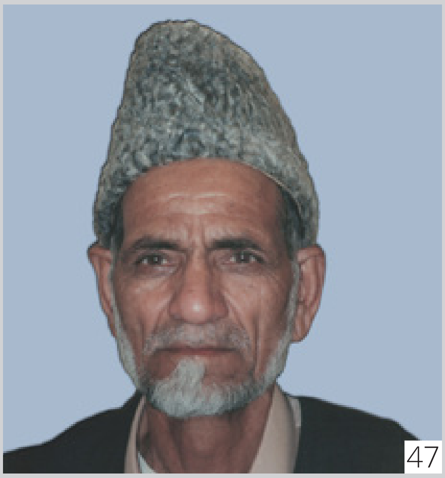
47

44

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

قال اللہ جل جلالہ

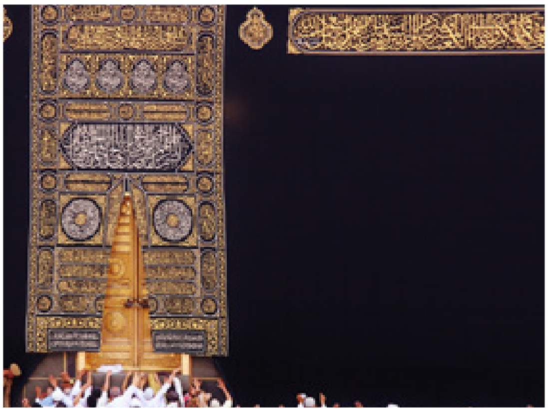

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ
وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ۔

(الصّف:10)

وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ:
مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ،
أُومِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ،
فَأَرْجُو أَنِّي أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
انبیاء میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو ایسے ایسے نشانات نہ دیئے گئے ہوں کہ جن کے ذریعہ سے لوگ اس پر ایمان لائے اور جو نشان مجھے دیا گیا ہے وہ یہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف کی۔اس لیے مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ مَیں قیامت کے دن سب انبیاء سے زیادہ پیرو رکھوں گا۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’علوم اور معارف بھی جمالی طرز میں داخل ہیں اور قرآن شریف کی آیت لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ میں وعدہ تھا کہ یہ علوم اور معارف مسیح موعود کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائیں گے کیونکہ تمام دینوں پر غالب ہونے کا ذریعہ علوم حقّہ اور معارف صادقہ اور دلائل بیّنہ اور آیات قاہرہ ہیں اور غلبہ دین کا انہی پر موقوف ہے‘‘۔

(اربعین، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 444 حاشیہ)

’’روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن‘‘

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔نوع انسانی کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن‘‘۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’یہ قرآن اللہ کے سوا اور کا بنایا ہوا نہیں۔لیکن تصدیق ہے اس کتاب کی جو اس کے آگے ہے۔عیسائی علماء نے عدم فہمیٔ قرآن سے تصدیق و مصدق کو جو قرآن میں جابجا آیا ہے کچھ اور سمجھ کر خامہ فرسائی کی ہے۔اصل مطلب یہ ہے کہ موسیٰؑ نے پیشن گوئی کی کہ میرے مثل ایک نبی پیدا ہوگا۔اور خدا کا کلام اس کے منہ میں ڈالا جائے گا۔اور یہ خبر اپنے وقوع کی محتاج تھی ضرور تھا کہ موسیٰؑ کی پیشن گوئی پوری ہو۔پس آنحضرت ﷺ کے وجودِ مبارک اور قرآنِ کریم نے اس کو پورا کر دیا۔اب موسیٰؑ کی پیشن گوئی کی تصدیق ہوگئی۔پس تصدیق و مصدّق کے لفظ کے یہی معنی ہیں۔اب اگر قرآن کو سچّا نہ مانیں اور آنحضرت ﷺ کو حضرت موسیٰؑ کا مثیل ہونا تسلیم نہ کریں۔بایں کہ آپ نے یہ دعویٰ بڑے زور سے کیا اور خدا نے انہیں کامیاب کیا۔تو کتبِ مقدّسہ کی اقدم واعظم کتاب توریت کی تکذیب لازم آتی ہے‘‘۔

(فصل الخطاب، ایڈیشن دوم حصہ دوم صفحہ 92)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’میں نے تو آج تک نہ کوئی ایسی کتاب دیکھی اور نہ مجھے کوئی ایسا آدمی ملا جس نے مجھے کوئی ایسی بات بتائی جو قرآن کریم کی تعلیم سے بڑھ کر ہو یا کم از کم قرآنِ کریم کی تعلیم کے برابر ہو۔محمد ﷺ کو خداتعالیٰ نے وہ علم بخشا ہے جس کے سامنے تمام علوم ہیچ ہیں۔چودھویں صدی علمی ترقی کے لحاظ سے ایک ممتاز صدی ہے۔اس میں بڑے بڑے علوم نکلے۔بڑی بڑی ایجادیں ہوئیں اور بڑے بڑے سائنس کے عقدے حل ہوئے مگر یہ تمام علوم محمد عربی ﷺ کے علم کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے‘‘۔

(الفضل 30 جون 1939ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

’’آئندہ نسلیں بھی نیک نام سے یاد کریں۔ہمارے لیے دعا کرنے والی ہوں اور خدا کے حضور گڑگڑانے والی ہوں کہ اے خدا ان لوگوں پر اپنی زیادہ سے زیادہ رحمتیں نازل کرتا چلا جا۔تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کو سیکھیں، جانیں اور اس کی اتباع کریں اور اس کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں۔اس لیے مَیں نے قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی طرف جماعت کو توجہ دلائی تھی‘‘۔(خطباتِ ناصر جلد اوّل صفحہ 298، یکم جولائی 1966ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’قرآنِ کریم کی تذکیر کے رنگ بھی بڑے نرالے، انوکھے اور بہت پیارے ہیں۔انسانی فطرت کا کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں جس کی طرف توجہ دلا کر انسان کی اصلاح ممکن ہو اور قرآنِ کریم نے اس کی طرف نہ دلائی ہو۔چنانچہ قرآنِ کریم انسانی فطرت کے بہت باریک اور لطیف نکتے اٹھاتا ہے اور ان کی طرف انسان کی توجہ مبذول کرواتا ہے، انسان کو اپنی حقیقت اور کم مائیگی سے آگاہ کرتا ہے، اس کی حیثیت یاد کراتا ہے اور پھر اس کے لیے مایوسی کی بجائے امید کی نئی کھڑکیاں کھول دیتا ہے یعنی انسان جب اپنی حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہو کر مٹی ہو جاتا ہے تو پھر اسے اٹھاتا ہے‘‘۔

(خطبات طاہر، جلد دوم صفحہ 375، 15 جولائی 1982ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’آج ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر نہ صرف عمل کرنے والا ہو، اپنے پر لاگو کرنے والا ہو بلکہ آگے بھی پھیلائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھائے۔... ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ ہمارے ذہن میں ہونا چاہئے کہ جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ہم ہمیشہ قرآن کے ہر حکم اور ہر لفظ کو عزت دینے والے ہوں۔اور عزّت اس وقت ہوگی جب ہم اس پر عمل کر رہے ہوں گے۔اور جب ہم اس طرح کر رہے ہوں گے تو قرآنِ کریم ہمیں ہر پریشانی سے نجات دلانے والا اور ہمارے لئے رحمت کی چھتری ہوگا۔جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل:83)‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اکتوبر 2005ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 11 نومبر 2005ء صفحہ 6)

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں

شکرِ خدائے رحماں! جس نے دِیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کِھلا یہی ہے

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دِلبر بہت ہیں دیکھے دِل لے گیا یہی ہے

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں
خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ہُدیٰ یہی ہے

پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دُنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

کہتے ہیں حُسنِ یوسفؑ دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دِلبری میں سب سے سوا یہی ہے

یوسفؑ تو سن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صَدا یہی ہے

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دِل میں جچا یہی ہے

اِس دیں کی شان و شوکت یا ربّ مجھے دِکھا دے
سب جھوٹے دِیں مِٹا دے میری دعا یہی ہے

(انتخاب از درثمین ''شانِ اسلام'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

''یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالَم ہے''

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 فروری 2023ء کا مکمل متن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآنِ کریم کے فیوض بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

''اس کے فیوض و برکات کا در ہمیشہ جاری ہے۔ اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 57 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآنِ شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآنِ شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ مَیں اس وقت اسی ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ (الحجر: 10) یعنی بیشک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 117-116 ایڈیشن 1984ء)

پس اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو قرآنِ کریم کی اشاعت کے لیے بھیجا ہے، قرآنِ کریم کی حفاظت کے لیے بھیجا ہے۔ آپؑ کو وہ معارف سکھائے ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ تھے۔ آپؑ کے ذریعے قرآنِ کریم کے فیض کا ایک چشمہ جاری فرمایا ہے۔ آپؑ تو آئے ہی قرآنِ کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے ہیں۔

لیکن بدقسمتی سے نام نہاد علماء نے آپؑ کے دعوے کی ابتدا سے ہی آپؑ کی مخالفت اپنا مقصد بنایا ہوا ہے اور کوئی دلیل اور عقل کی بات سننا نہیں چاہتے اور عوام الناس کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ خود تو علم و معرفت سے نابلد ہیں لیکن جس کو خدا تعالیٰ نے اس کام کے لیے بھیجا ہے اس کے راستے میں روکیں کھڑی کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اسے یہ لوگ قرآنِ کریم کی خدمت سمجھتے ہیں۔

پاکستان میں وقتاً فوقتاً ان علماء کو اُبال اٹھتا رہتا ہے اور ان کے ساتھ پھر بعض سستی شہرت حاصل کرنے والے سیاستدان اور سرکاری اہلکار بھی مل جاتے ہیں اور احمدیوں کو مختلف بہانوں سے ظلموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ گذشتہ کچھ عرصے سے پھر یہ لوگ احمدیوں پر تحریف اور توہینِ قرآن کے من گھڑت مقدمے بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شرّ سے بچائے اور جو احمدی اس غلط اور ظالمانہ الزام میں انہوں نے پکڑے ہوئے ہیں ان کی جلد رہائی کے بھی اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمائے۔

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی ہی ہے جس سے قرآنِ کریم کے علوم و معارف کا پتہ چلتا ہے اور جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس کام کو دنیا میں سرانجام دے رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں قرآنِ کریم کی عظمت و اہمیت، مقام و مرتبہ کے متعلق اپنے ارشادات اور

تصنیفات میں جو عرفان بیان فرمایا ہے اور عطا فرمایا ہے وہ میں آج بیان کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ قرآنِ کریم کی تعلیم کامل اور مکمل ہونے کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ (النحل:90) یعنی ہم نے تیرے پر وہ کتاب اتاری ہے جس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے اور علم جتنا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، بجائے اس کے کہ اپنے طور پہ غلط قسم کے نقطے نکالتے رہیں۔

فرمایا: ''اور جو لوگ وحی ولایت عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں اور اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ کے گروہ میں داخل ہیں ان سے بلاشبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً دقائق مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے''۔ جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر قرآنِ کریم کے گہرے علم کھولتا رہتا ہے۔ ''اور یہ بات ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ کوئی زائد تعلیم آنحضرت ﷺ نے ہرگز نہیں دی''۔ بعض لوگ کہتے ہیں حدیث جو ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب قرآنِ کریم قرآن ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیوں کی طرح اُس کا رفع نہیں ہوا''۔ یعنی یہودیوں کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنے قرب سے نہیں نوازا لیکن فرمایا ''اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے''۔ ایک تو اس کی یہ نفی کر دی کہ حضرت عیسیٰؑ پہ جو الزام ہے وہ غلط ہے۔ دوسرا فرمایا قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے ''تم کسی

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی ہی ہے جس سے قرآنِ کریم کے علوم و معارف کا پتہ چلتا ہے

پھر فرماتا ہے مَا فَرَّطۡنَا فِی الۡکِتٰبِ مِنۡ شَیۡءٍ (الانعام:39) یعنی ہم نے اس کتاب سے کوئی چیز باہر نہیں رکھی لیکن ساتھ اس کے یہ بھی میرا اعتقاد ہے کہ قرآنِ کریم سے تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اس کی مجملات کی تفاصیل صحیحہ پر حسبِ منشاء الٰہی قادر ہونا ہر ایک مجتہد اور مولوی کا کام نہیں''۔ ہر ایک کو اس کا ملکہ نہیں دیا گیا کہ اس کی تفصیل اور تفسیر بیان کرے اور گہرائی میں جا کر اس کے علم و عرفان کے موتیوں کو نکال کے لائے۔ فرمایا ''بلکہ یہ خاص طور پر ان کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوّت یا بطور ولایت عظمیٰ مدد دیئے گئے کا علم اور عرفان عطا فرماتا ہے تو اس سے پتا لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قرآنِ کریم سے باہر کوئی بات نہیں کی۔ فرمایا: ''بلکہ احادیث صحیحہ میں مجملات و اشارات قرآنِ کریم کی تفصیل ہے سو اس معرفت کے پانے سے اعجاز قرآنِ کریم ان پر کھل جاتا ہے''۔ حدیثیں ہیں ان میں بعض اشارے ایسے ملتے ہیں جس سے بعض آیتوں کی تفسیر ملتی ہے، تفصیل ملتی ہے اور قرآنِ کریم کا مضمون ان پر مزید کھلتا ہے۔ فرمایا: ''اور نیز ان آیاتِ بیّنات کی چیز کی عبادت کرو، نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اَور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی''۔ ہر قسم کے شرک سے قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے مناہی فرمائی، اس کی تلقین فرمائی اور بڑا کھل کر فرمایا ''سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو (700) حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم

میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں

ہوں۔ سو ایسے لوگوں کے لئے جو استخراج و استنباط معارف قرآنی پر بعلت غیر ملہم ہونے کے قادر نہیں ہو سکتے یہی سیدھی راہ ہے کہ وہ بغیر قصد استخراج و استنباط قرآن کے ان تمام تعلیمات کو جو سنن متوارثہ متعاملہ کے ذریعہ سے ملی ہیں بلا تأمل و توقف قبول کر لیں''۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صلاحیت ہی نہیں دی، علم ہی نہیں دیا، عرفان ہی نہیں دیا، ان کا یہ کام ہے کہ جو پرانے سابقہ مفسرین ہیں، ہمارے پرانے امام ہیں، بزرگ ہیں، جو تقویٰ پر چلنے والے لوگ تھے، جنہوں نے تفاسیر لکھی ہیں، ان کو سامنے رکھیں، ان پہ عمل کریں۔ اور قرآنِ کریم کا ظاہری سچائی ان پر روشن ہو جاتی ہے جو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے جو قرآنِ کریم سے کوئی چیز باہر نہیں''۔

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 80-81)

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے علم و معرفت کو عطا فرمانے کے لیے بھیجا ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ہدایت کا اوّل ذریعہ قرآن ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اوّل قرآن کو تدبّر سے پڑھو''۔ قرآن کو تدبّر سے پڑھو ''اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا'' ہے۔ فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے الہاماً فرمایا ہے ''کہ اَلۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اَور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور

بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اَور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے''۔

ہدایت کے لیے، دینی ہدایت کے لیے قرآن کا واسطہ بہرحال ضروری ہے۔ جس کی یہ تعلیم اور خیال ہوں، جو اپنے ماننے والوں کو اس طرح نصیحت کرے، کیا وہ قرآنِ کریم میں کسی بھی قسم کی تحریف کرسکتا ہے؟ ان کو کچھ تو عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا:

''خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی''۔ ایک خون کے لوتھڑے کی طرح تھی۔ ''قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے'' یہی کہا جاتا ہے ناں کہ کبوتر کی شکل میں حضرت جبرئیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آئے۔ فرمایا یہ تو کمزور پرندہ ہے ''جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے۔ اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی'' اور اب تو یہ حال ہے کہ جو اعداد وشمار سامنے آرہے ہیں کہ عیسائیوں کی اکثریت ہے جو عیسائیت سے ہی انکاری ہو رہے ہیں اور عیسائیت کو چھوڑ رہے ہیں اس لیے کہ ان کو روحانیت نہیں مل رہی۔ اور مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ باوجود قرآن ہونے کے اس پر عمل نہ کرکے اس کی روحانیت سے فائدہ نہیں اٹھا رہے اور جس شخص کو اس علم و معرفت کے پھیلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کو ماننے سے انکاری ہیں۔ فرماتے ہیں ''کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض وسما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآنِ شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کرسکتا ہے''۔

قرآنِ کریم سے تمام مسائل دینیہ کا استخراج واستنباط کرنا اور اس کی مجملات کی تفاصیل صحیحہ پر حسبِ منشاءِ الٰہی قادر ہونا ہر ایک مجتہد اور مولوی کا کام نہیں

اگر صحیح طرح اس پہ، اس کے حکموں پر عمل کیا جائے تو ایک ہفتے میں انسان کو پاک کرسکتا ہے۔ ''اگر صُوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کرسکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔'' یعنی اگر مکمل طور پر قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل ہو اور اس کے ہر حکم کی پابندی ہو تو نبیوں کے رنگ میں انسان رنگین ہوسکتا ہے۔ یہ ایک انتہائی مقام ہے جس سے انسان قرآنِ کریم کی برکات سے فیض پاسکتا ہے۔

فرمایا: ''بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ اُمید دی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ:6، 7) یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے'' فرماتے ہیں: ''پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو رَدّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

اسی طرح قرآن کے بعد دوسری ہدایت کا ذریعہ آپؑ نے فرمایا سنّتِ نبوی ﷺ ہے اور تیسرا ذریعہ حدیث ہے کیونکہ وہ بہت عرصے کے بعد، کئی سال کے بعد بلکہ سو سال سے زیادہ عرصے کے بعد آئیں۔ بشرطیکہ یہ حدیثیں قرآن اور سنّت کے منافی نہ ہوں۔

مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے

قرآنِ کریم کی عزت وتکریم کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔

اس کی تفصیل میں آپؑ نے فرمایا:

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآنِ شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے''

قرآنِ کریم سے بالکل کنارہ کشی نہ کرلو۔ اس پہ عمل کرنا بالکل چھوڑ نہ دو۔ یہ نہ ہو کہ بالکل عمل ہی نہ کرو۔ اس کو پڑھو، باقاعدگی سے پڑھو۔ اس کی نصائح پر عمل کرو۔ کیونکہ ''جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے''۔

ایمان میں ایسی مضبوطی ہوتی ہے کہ اس دنیا میں انسان پر اس کی روشنی ظاہر ہو جاتی ہے۔ ہر ظلمت کا مقابلہ کرنے کے لیے انسان تیار ہو جاتا ہے۔ جس کی تازہ مثال ہمیں گذشتہ دنوں ہمارے برکینا فاسو کے شہید بھائیوں میں ملتی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ''نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اَور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ

کوئی اَور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے‘‘۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 14-13)

ایک اَور الزام جو ہے اس کا بھی اس میں ردّ کر دیا کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی توہین کرتے ہیں۔

پھر قرآنِ شریف کے خاتم الکتب ہونے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور قرآنِ شریف خاتم الکتب۔ اب کوئی اَور کلمہ یا کوئی اَور نماز نہیں ہوسکتی۔ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

دعا کرو اور جو اس مقام تک پہنچے ہیں ان کو یہ مقام مل سکتے ہیں لیکن آپؑ فرماتے ہیں کہ عجیب حالت ہے مسلمانوں کی کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ دعا سکھلائی ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کسی ایک شخص کو بھی کہا یہ کہ بہت ساروں کو ملے، ایک شخص کو بھی یہ مقام نہیں مل سکتا۔ ایک شخص بھی امّت میں ایسا نہیں جس کو یہ مقام مل سکے۔ فرمایا: ’’اور قیامت تک یہ دروازہ بند ہوگیا ہے‘‘۔ ان لوگوں کے نزدیک۔ ’’بتاؤ اس سے اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ہتک ثابت ہوگی یا کوئی خوبی ثابت ہوگی؟‘‘ الزام تو ہمیں دیتے ہو۔ اب تم بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی دعا ہے اس کے

رسول کے ماننے والوں پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اترنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اس بات پہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آج بھی بولتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبیؐ دیا جو خاتم المؤمنینؐ، خاتم العارفینؐ اور خاتم النبیینؐ ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی۔ تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں

تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی

یا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اُس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں جاوے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس امّت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے، مخاطب ہوتا ہے۔ یہ دروازہ کھلا ہے، بند نہیں ہوگیا۔ ’’اور یہ دروازہ گویا قرآنِ مجید کی سچائی اور آنحضرت ﷺ کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ ہی میں یہ دعا سکھائی ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

باوجود تم جو دروازے بند کر رہے ہو تو اس کی ہتک کا مرتکب کون ہو رہا ہے؟ تم یا ہم؟ فرمایا: ’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے اور اس نے مغز شریعت کو سمجھا ہی نہیں۔ اسلام کے مقاصد میں سے تو یہ امر تھا کہ انسان صرف زبان ہی سے وحدہٗ لاشریک نہ کہے بلکہ دَرحقیقت سمجھ لے اور بہشت دوزخ پر خیالی ایمان نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اسی زندگی میں وہ بہشتی کیفیات پر اطلاع پالے‘‘۔ ایسی نیکیاں ہوں کہ یہ زندگی بھی جنت بن جائے ’’اور ان گناہوں سے جن میں وحشی انسان مبتلا ہیں نجات پالے‘‘۔ فرمایا: ’’یہ

ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدمؑ سے لے کر مسیحؑ ابن مریمؑ تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپؐ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآنِ شریف پر آ کر ختم ہوگئے اور قرآنِ شریف خاتم الکتب ٹھہرا‘‘۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 342-341 ایڈیشن 1984ء)

یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ: 6،7)‘‘

فرمایا کہ ’’اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی راہ کے لئے جو دعا سکھائی تو اس میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا وہ معرفتِ الٰہی ہی کا کمال تھا اور یہ نعمت ان کو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی، اسی کے تم بھی خواہاں رہو۔ پس اس نعمت کے لئے یہ خیال کرو کہ قرآنِ شریف اس دعا کی تو ہدایت کرتا ہے مگر اس کا ثمرہ کچھ بھی نہیں یا اس امت کے کسی فرد کو بھی یہ شرف نہیں مل سکتا‘‘۔ ایک تو یہ دعا کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ تم سب

عظیم الشان مقصد اسلام کا تھا اور ہے اور یہ ایسا پاک مطہر مقصد ہے کہ کوئی دوسری قوم اس کی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہیں کرسکتی اور نہ اس کا نمونہ دکھا سکتی ہے۔ کہنے کو تو ہر ایک کہہ سکتا ہے مگر وہ کون ہے جو دکھا سکتا ہو؟‘‘

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 286-285 ایڈیشن 2021ء)

پس آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو اس معیار کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے، ہم پر کفر کے فتوے لگانے والوں کو دکھانے کی ضرورت ہے کہ احمدی صرف پرانے قصوں ہی کو بیان نہیں کرتے بلکہ آج بھی زندہ کتاب اور زندہ

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت ﷺ پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔

کیونکہ کلامِ الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوتِ قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلامِ الٰہی نازل ہوتا ہے اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی

قوتِ قدسی اور کمالِ باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا''۔ ایسا اعلیٰ درجہ کا کمال ہے کہ نہ کبھی ہوا نہ آئندہ ہو گا۔ ہم پہ نعوذ باللہ الزام کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؐ سے بڑا سمجھتے ہیں اور ہم توہینِ رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ ان الفاظ کے بعد کوئی عقلمند اور انصاف پسند یہ نہیں کہہ سکتا کہ احمدی کسی بھی طرح توہینِ رسالت کے مرتکب ہیں۔ فرمایا ''اس لئے قرآنِ شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اُس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں

اگر مکمل طور پر قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل ہو اور اس کے ہر حکم کی پابندی ہو تو نبیوں کے رنگ میں انسان رنگین ہو سکتا ہے

پہنچا کیونکہ آنحضرت ﷺ کی استعداد اور قوتِ قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے اور آپؐ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآنِ شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے اور جیسے نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآنِ شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری''۔ فرمایا ''جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں۔ ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے''۔ جو بھی مرتبہ ہو، جو

قرآنِ شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے

بھی وجوہات کسی کلام کی بڑائی کی اور اعجاز کی ہو سکتی ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔

''یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم، کیا باعتبارات ثمراتِ تعلیم، غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآنِ شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآنِ شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی۔ بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے۔ یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت''۔ خاص پہلو کو نہیں مانگا۔ کسی طرح آؤ قرآنِ شریف سے مقابلہ کر لو۔ قرآنِ شریف میں ہر قسم کے مضامین موجود ہیں۔ ''خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآنِ شریف میں موجود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو، یہ معجزہ ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 37-36 ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک مجلس میں آپؐ نے فرمایا:

''یہ بات ہرگز ہرگز بھول جانے کے قابل نہیں ہے کہ قرآنِ شریف جو خاتم الکتب ہے دَراصل قصوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ جن لوگوں نے اپنی غلط فہمی اور حق پوشی کی بناء پر قرآنِ شریف کو قصوں کا مجموعہ کہا ہے انہوں نے حقائق شناس فطرت سے حصہ نہیں پایا۔ ورنہ اس پاک کتاب نے تو پہلے قصوں کو بھی ایک فلسفہ بنا دیا ہے''۔ جو قصے بیان ہوئے ہیں وہ بھی اس طرح بیان کیے ہیں کہ وہ ایک فلسفہ ہے۔ ان میں ایک سبق ہے۔ ایک گہرائی ہے۔ فرمایا: ''اور یہ اس کا احسانِ عظیم ہے ساری کتابوں اور نبیوں پر'' کہ ان قصوں کو بھی اس نے فلسفہ بنا دیا ''ورنہ آج ان باتوں پر ہنسی کی جاتی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس علمی زمانہ میں جبکہ موجوداتِ عالم کے حقائق اور خواص الاشیاء کے علوم ترقی کر رہے ہیں اس نے آسمانی علوم اور کشفِ حقائق کے لئے ایک سلسلہ کو قائم کیا'' ہے۔

بڑے بڑے علوم کے ماہرین پیدا ہو رہے ہیں، مختلف قسم کی سائنس کے مضامین ہیں۔ دوسرے مضامین ہیں۔ دنیا ترقی کر رہی ہے۔ مزید تحقیقیں ہو رہی ہیں۔ اس کے لیے سلسلہ قائم کر دیا اور اس سلسلہ میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی تفسیرِ قرآنِ کریم کے علم سے ہی علم حاصل کر کے، اس کی تعلیم سے ہی علم حاصل کر کے بیان فرمائی ہے کہ کس طرح سائنس اور مذہب میں ایک یکجائی ہے۔ فرمایا ''جس نے ان تمام باتوں کو جو فیج اعوج کے زمانہ میں ایک معمولی قصوں سے بڑھ کر وقعت نہ رکھتی تھیں اور اس سائنس کے زمانہ میں ان پر ہنسی ہو رہی تھی''۔ فرمایا کہ ''علمی پیرایہ میں ایک فلسفہ کی صورت میں پیش کیا''۔ جو اندھیرا زمانہ تھا، ایک جہالت کا زمانہ تھا۔ اسلام میں اکّا دُکّا علماء نظر آتے تھے۔ اس وقت کی یہ باتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ لوگ ہنستے تھے، سائنسدان ہنستے تھے کہ یہ کیا ہے؟ لیکن آپؐ کو بھیج کر اور اس کی تفسیر جو آپؐ نے بیان کی، جو تشریح بیان فرمائی اور جس طرح اس کا عرفان بیان فرمایا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 153 ایڈیشن 1984ء)

مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے اس زمانے میں اپنے وعدے کے مطابق قرآنِ کریم کی حقیقی تعلیم کو بیان کرنے کے لیے اپنے فرستادے کو بھیجا جس نے اسلام کی تعلیم کے اوپر جو جہالت کے الزامات تھے ان سب کو دُور کر دیا۔

پھر قرآنِ کریم پر ایمان اور اس کی پیروی کو آپؐ کس قدر ضروری خیال فرماتے تھے اور اس کو ایمان کا حصہ یقین رکھتے تھے اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مَیں قرآنِ کریم اور آنحضرت ﷺ کی پیروی سے ذرا اِدھر اُدھر ہونا بے ایمانی سمجھتا ہوں۔ میرا عقیدہ یہی ہے کہ جو اس کو ذرا بھی چھوڑے گا وہ جہنمی ہے''۔ فرمایا کہ مَیں نے ''پھر اس عقیدہ کو نہ صرف تقریروں میں بلکہ ساٹھ کے قریب اپنی تصنیفات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور دن رات مجھے یہی فکر اور خیال رہتا ہے''۔

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 259)

آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے مخالفین جھٹ کفر کا فتویٰ ہم پر لگا دیتے ہیں۔ اگر ہماری طرف سے کوئی بات سنتے ہیں تو انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے

ہوئے ہم سے پوچھتے کہ یہ بات تم نے کی ہے یا نہیں کی اور اگر کی ہے تو یہ تو اسلام کے مطابق نہیں ہے اس کی وضاحت کرو۔ لیکن نہیں۔ فرمایا کہ ان کو ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ صرف کفر کے فتوے لگانے پر تلے ہوئے ہیں۔

(ماخوذ از لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 259)

پس ہم نے تو جو بیان کیا اسلام کی اور قرآن کی تعلیم کی روشنی میں کیا ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور اسی کے مطابق ہم عمل کرتے ہیں۔

قرآن شریف اور قانون قدرت کی ہم آہنگی کو بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

عذابوں کا پہلی کتابوں میں بھی ذکر ہے۔ ہمارا خدا صرف حلیم خدا نہیں بلکہ وہ حکیم بھی ہے اور اس کا قہر بھی عظیم ہے۔ سچی کتاب وہ کتاب ہے جو اس کے قانون قدرت کے مطابق ہے اور سچا قولِ الٰہی وہ ہے جو اس کے فعل کے مخالف نہیں۔ ہم نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا کہ خدا نے اپنی مخلوق کے ساتھ ہمیشہ حلم اور درگزر کا معاملہ کیا ہو اور کوئی عذاب نہ آیا ہو۔ اب بھی ناپاک طبع لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رکھی ہے جو ان کو ہلاک کرے گا‘‘۔

(چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 347-346)

فرماتے ہیں: ’’سچا وہی مذہب ہے کہ جو اس زمانہ میں بھی خدا کا سننا اور بولنا دونوں ثابت کرتا ہے۔ غرض سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔ خدا شناسی ایک نہایت مشکل کام ہے دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام نہیں ہے جو خدا کا پتہ لگاویں کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہئے مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے۔ اور ہونا چاہئے اور ہے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اس وجود کا واقعی طور پر

توریت افراط کا پہلو لیتی ہے اور انجیل تفریط کا۔ مگر قرآنِ شریف ہر موقع اور محل پر حکمت اور وسط کی تعلیم دیتا ہے

’’پاک اور کامل تعلیم قرآنِ شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآنِ شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگزر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرینِ مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے‘‘۔ کبھی معاف کرنے کی طرف فرماتا ہے اور کبھی سزا دینے کی طرف۔ ’’پس درحقیقت قرآنِ شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے

یہ اس وقت تھا جب زلزلے کی آپؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات کو خدا کے اس قانون قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے فعل سے دنیا میں پایا جاتا ہے اور جو انسانی فطرت اور انسانی ضمیر میں منقوش ہے۔

عیسائی صاحبوں کا خدا صرف انجیل کے ورقوں میں محبوس ہے اور جس تک انجیل نہیں پہنچی وہ اس خدا سے بے خبر ہے لیکن جس خدا کو قرآن پیش کرتا ہے اس سے کوئی شخص ذوی العقول میں سے بے خبر نہیں۔ اس لئے

پتہ دینے والا صرف قرآنِ شریف ہے جو صرف خدا شناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے۔ اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے‘‘۔

(چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 352)

اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں قرآنِ شریف میں ثبوت موجود ہیں۔ قرآنِ کریم کی انجیل اور دوسری مذہبی کتب پر برتری ثابت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’قرآنِ شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پرانا

آپؐ کی تعلیم اس لئے زندہ تعلیم ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے

چاہئیں یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے‘‘۔ عام قانونِ قدرت ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف فرماتا ہے۔ کہیں سزا دیتا ہے۔ کبھی چھوڑ رہا ہوتا ہے اور وہی جو اصول ہے وہ دینی تعلیم میں بھی ہونا چاہیے۔ اپنی اس مذہبی کتاب میں بھی ہونا چاہیے اور قرآن شریف میں ہے۔ فرمایا: ’’نہ یہ کہ فعل سے کچھ اَور ظاہر ہو اور قول سے کچھ اَور ظاہر ہو۔ خدا تعالیٰ کے فعل میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ نرمی اور درگزر نہیں بلکہ وہ مجرموں کو طرح طرح کے عذابوں سے سزایاب بھی کرتا ہے ایسے

سچا خدا وہی خدا ہے جس کو قرآن نے پیش کیا ہے‘‘۔ جو دنیا میں کہیں بھی رہنے والے ہیں، کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہیں، دہریہ بھی ہیں، وہ بھی دنیا کی بناوٹ دیکھ کے کچھ نہ کچھ حد تک یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہے اور اکثریت تو اپنے اپنے قبائلی مذہب کے لحاظ سے بھی یقین رکھتی ہے۔ بہرحال آپؑ نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کا خدا تو یہ ہے جو اپنے آپ کو خود ظاہر کرتا ہے۔ ’’جس کی شہادت انسانی فطرت اور قانونِ قدرت دے رہا ہے‘‘۔ عیسائیوں کی طرح نہیں ہے۔

(چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 350 حاشیہ)

نہیں ہو سکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اس پر چل سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا اگر آج نشان دیکھنا چاہیں تو کہاں ہے؟ کیا یہودیوں کے پاس وہ عصا ہے اور اس میں کوئی قدرت اس وقت بھی سانپ بننے کی موجود ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض جس قدر معجزات کل نبیوں سے صادر ہوئے ان کے ساتھ ہی ان معجزات کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ مگر ہمارے نبی ﷺ کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ اور زندہ موجود ہیں۔ ان معجزات کا زندہ ہونا اور ان پر موت کا ہاتھ نہ چلنا صاف طور پر اس اَمر کی شہادت دے رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہی زندہ

نبی ہیں۔ اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپؐ کو عطا ہوئی ہے اور کسی دوسرے کو نہیں ملی۔ آپؐ کی تعلیم اس لئے زندہ تعلیم ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے۔ دوسری کوئی تعلیم ہمارے سامنے اس وقت ایسی نہیں ہے جس پر عمل کرنے والا یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے دیا گیا ہے اور میں ایک آیۃ اللہ ہوگیا ہوں۔ لیکن ہم خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں اور ان تمام آثار اور فیوض کو جو نبی کریم ﷺ کی سچی اتباع سے ملتے ہیں اب بھی پاتے ہیں۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ صدہا نشان اس وقت تک ظاہر ہو چکے ہیں اور'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعض کتب میں یہ نشانات ظاہر بھی فرمائے ہیں، لکھ کر بیان فرمائے ہیں اور جماعت پر چڑھنے والا ہر دن بھی اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ یہ جو پیشگوئیاں آپؑ نے فرمائیں وہ کس طرح پوری ہو رہی ہیں۔

بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام آگے فرماتے ہیں:

''ہر قوم اور ہر مذہب کے سرگروہوں کو ہم نے دعوت کی ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آکر اپنی صداقت کا نشان دکھائیں۔ مگر ایک بھی ایسا نہیں کہ جن سے اپنے مذہب کی سچائی کا کوئی نمونہ عملی طور پر دکھائے۔

ہم خدا تعالیٰ کے کلام کو کامل اعجاز مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعویٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابل نہیں ہے۔ مَیں علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں۔ وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے۔

مثلاً تعلیم ہی کو دیکھیں تو وہ عظیم الشان معجزہ نظر آتی ہے اور فی الواقع معجزہ ہے۔ ایسے حکیمانہ نظام اور فطری تقاضوں کے موافق واقع ہوئی ہے کہ دوسری تعلیم اس کے ساتھ ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کرسکتی۔ قرآن شریف کی تعلیم پہلی ساری تعلیموں کی متمم اور مکمل ہے۔ اس وقت صرف ایک پہلو تعلیم کا دکھا کر مَیں ثابت کرتا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہے اور معجزہ ہے۔ مثلاً توریت کی تعلیم'' فرمایا کہ ''(حالات موجودہ کے لحاظ سے کہو یا ضروریات وقت کے موافق)'' جو توریت کی تعلیم ہے اس ''کا سارا زور قصاص اور بدلہ پر ہے۔ جیسے آنکھ کے بدلہ آنکھ اور دانت کے بدلہ دانت اور بالمقابل انجیل کی تعلیم'' ہے جس ''کا سارا زور عفو، صبر اور درگزر پر تھا اور یہاں تک اس میں تاکید کی کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی اس کی طرف پھیر دو۔ کوئی ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس چلے جاؤ۔ کُرتہ مانگے تو چُغہ بھی دے دو۔ اسی طرح پر ہر باب میں توریت اور انجیل کی تعلیم میں یہ بات نظر آئے گی کہ توریت افراط کا پہلو لیتی ہے اور انجیل تفریط کا۔ مگر قرآن شریف ہر موقع اور محل پر حکمت اور وسط کی تعلیم دیتا ہے۔ جہاں دیکھو، جس بارہ میں قرآن کی تعلیم پر نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ محل اور موقع کا سبق دیتا ہے۔ اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نفسِ تعلیم سب کا ایک ہی ہے۔ لیکن اس میں کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ توریت اور انجیل میں سے ہر ایک کتاب نے ایک ایک پہلو پر زور دیا ہے مگر فطرت انسانی کے تقاضے کے موافق صرف قرآن شریف نے تعلیم دی ہے۔ یہ کہنا کہ توریت کی تعلیم افراط کے مقام پر ہے۔ اس لئے وہ خدا کی طرف سے نہیں یہ صحیح نہیں ہے''۔ یہ بھی غلط ہے کہ ہم کہیں کہ یہ تعلیم خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ وہ تعلیم توریت کی بھی خدا کی طرف سے ہے۔ ''اصل بات یہ ہے کہ اس وقت کی ضرورتوں کے لحاظ سے ایسی تعلیم بے کار تھی اور چونکہ توریت یا انجیل قانون مختص المقام کی طرح تھیں''۔ یعنی جو balanced تعلیم تھی اب ملی ہے وہ اس وقت بیکار تھی۔ اس زمانے میں ضرورت تھی اس تعلیم کی جو توریت میں دی گئی۔ اور چونکہ توریت یا انجیل قانون مختص المقام کی طرح تھیں۔ جو انجیل اور توریت کی تعلیم ہے وہ اس جگہ کے لیے تھیں، وہیں کے لیے مخصوص تھیں ''اس لئے ان تعلیموں میں دوسرے پہلوؤں کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ لیکن قرآن شریف چونکہ تمام دنیا اور تمام نوع انسان کے واسطے تھا اس لئے اس تعلیم کو ایسے مقام پر رکھا جو فطرت انسانی کے صحیح تقاضوں کے موافق تھی اور یہی حکمت ہے کیونکہ حکمت کے معنی ہیں وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ مَحَلِّہٖ یعنی کسی چیز کو اس کے اپنے محل پر رکھنا۔ پس یہ حکمت قرآن شریف نے ہی سکھلائی ہے۔

توریت جیسا کہ بیان کیا ہے ایک بے جا سختی پر زور دے رہی تھی اور انتقامی قوت کو بڑھاتی تھی اور انجیل بالمقابل بیہودہ عفو پر زور مارتی تھی۔ قرآن شریف نے ان دونوں کو چھوڑ کر حقیقی تعلیم دی۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:41) یعنی بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کر دے اور اس معاف کرنے میں اصلاح مقصود ہو۔ اس کا اجر اس کے ربّ کے پاس ہے''۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ37 تا40 ایڈیشن 1984ء)

یہ جرأت اور نشانات کے ساتھ آپؑ کا قرآنِ کریم کی تمام ادیان پر برتری ثابت کرنا اُس وقت تھا جب اس ملک میں انگریزوں کی حکومت تھی۔ چرچ کا زور تھا۔ پھر بھی آپؑ نے قرآنِ کریم کی برتری کا کھلا کھلا چیلنج دیا اور کسی خوف کو قریب بھی نہ آنے دیا کیونکہ آپؑ اللہ تعالیٰ کے وہ فرستادے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی غلامی میں بھیجا ہے اور اس مقصد کے لیے بھیجا تھا کہ وہ تعلیم کو پھیلائیں۔

اور یہی چیز ہم آپؑ کے لٹریچر میں اور تعلیم میں دیکھتے ہیں اور اسی چیز کو آج ہم، جماعت احمدیہ بھی آگے پھیلا رہی ہے۔ اور جماعت احمدیہ پر الزام لگانے والے یہ کہتے ہیں کہ احمدی قرآنِ کریم کی تحریف اور توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

قرآنِ کریم کی ضرورت اور اہمیت بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''قرآنِ شریف کے وجود کی ضرورت پر ایک اور بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی تمام کتابیں موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں اور صاف اور صریح لفظوں میں کہتی ہیں کہ ان کی ہدایتیں عام فائدہ کے لئے نہیں بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہیں۔ مگر قرآنِ شریف کا مدّنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اس کی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اس کا مقصود ہے۔

سو بلحاظ مخاطبین کے توریت کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم میں بڑا فرق ہے۔ مثلاً توریت کہتی ہے کہ خون مت کر اور قرآن بھی کہتا ہے کہ خون مت کر اور بظاہر قرآن میں اسی حکم کا اعادہ معلوم ہوتا ہے جو توریت میں آ چکا ہے۔ مگر دراصل اعادہ نہیں بلکہ توریت کا یہ حکم صرف بنی اسرائیل سے تعلق رکھتا ہے اور صرف بنی اسرائیل کو خون سے منع فرماتا ہے دوسرے سے توریت کو کچھ غرض نہیں۔ لیکن قرآنِ شریف کا یہ حکم تمام دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور تمام نوعِ انسان کو ناحق کی خون ریزی سے منع فرماتا ہے۔ اسی طرح تمام احکام میں قرآنِ شریف کی اصل غرض عامہ خلائق کی اصلاح ہے اور توریت کی غرض صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے''۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد13 صفحہ 85)

پھر فرمایا: ''یہ دعویٰ پادریوں کا سراسر غلط ہے کہ ''قرآن توحید اور احکام میں نئی چیز کونسی لایا جو توریت میں نہ تھی''۔ بظاہر ایک نادان توریت کو دیکھ کر دھوکہ میں پڑے گا کہ توریت میں توحید بھی موجود ہے اور احکام عبادت اور حقوق عباد کا بھی ذکر ہے۔ پھر کونسی نئی چیز ہے جو قرآن کے ذریعہ سے بیان کی گئی۔ مگر یہ دھوکہ اسی کو لگے گا جس نے کلامِ الٰہی میں کبھی تدبر نہیں کیا۔ واضح ہو کہ الٰہیات کا بہت سا حصہ ایسا ہے کہ توریت میں اس کا نام ونشان نہیں۔ چنانچہ توریت میں توحید کے باریک مراتب کا کہیں ذکر نہیں۔ قرآن ہم پر ظاہر فرماتا ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم بتوں اور انسانوں اور حیوانوں اور عناصر اور اجرامِ فلکی اور شیاطین کی پرستش سے باز رہیں بلکہ توحید تین درجہ پر منقسم ہے درجہ اوّل عوام کے لئے یعنی ان کے لئے جو خداتعالیٰ کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔ دوسرا درجہ خواص کے لئے یعنی ان کے لئے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قربِ الٰہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کرنی چاہتے ہیں۔ اور تیسرا درجہ خواص الخواص کے لئے جو قرب کے کمال تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اوّل مرتبہ توحید کا تو یہی ہے کہ غیراللہ کی پرستش نہ کی جائے اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے خواہ زمین پر ہے خواہ آسمان پر اس کی پرستش سے کنارہ کیا جائے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں مؤثرِ حقیقی خداتعالیٰ کو سمجھا جائے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جائے جس سے وہ خداتعالیٰ کے شریک ٹھہر جائیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا''۔ لوگوں پر یہ انحصار بھی شرک ہے۔ یہ توحید کے خلاف ہے۔ ''اگر یہ کلمات اس نیّت سے کہے جائیں کہ جس سے حقیقی طور پر زید و بکر کو کچھ چیز سمجھا جائے تو یہ بھی شرک ہے۔ تیسری قسم توحید کی یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی محبّت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرنا۔ یہ توحید توریت میں کہاں ہے۔ ایسا ہی توریت میں بہشت اور دوزخ کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا اور شاید کہیں کہیں اشارات ہوں۔ ایسا ہی توریت میں خداتعالیٰ کی صفات کاملہ کا کہیں پورے طور پر ذکر نہیں۔ اگر توریت میں کوئی ایسی سورۃ ہوتی جیسا کہ قرآنِ شریف میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص:2تا5) ہے تو شاید عیسائی اس مخلوق پرستی کی بلا سے رُک جاتے۔ ایسا ہی توریت نے حقوق کے مدارج کو پورے طور پر بیان نہیں کیا۔ لیکن قرآن نے اس تعلیم کو بھی کمال تک پہنچایا ہے۔ مثلاً وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل:91) یعنی خدا حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم احسان کرو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم لوگوں کی ایسے طور سے خدمت کرو کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے خدمت کرتا ہے۔ یعنی بنی نوع سے تمہاری ہمدردی جوش طبعی سے ہو کوئی ارادہ احسان رکھنے کا نہ ہو جیسا کہ ماں اپنے بچہ سے ہمدردی رکھتی ہے۔ ایسا ہی توریت میں خدا کی ہستی اور اس کی واحدانیت اور اس کی صفاتِ کاملہ کو دلائلِ عقلیہ سے ثابت کر کے نہیں دکھلایا۔ لیکن قرآنِ شریف نے ان تمام عقائد اور نیز ضرورت الہام اور نبوت کو دلائلِ عقلیہ سے ثابت کیا ہے اور ہر ایک بحث کو فلسفہ کے رنگ میں بیان کر کے حق کے طالبوں پر اس کا سمجھنا آسان کر دیا ہے اور یہ تمام دلائل ایسے کمال سے قرآنِ شریف میں پائے جاتے ہیں کہ کسی کی مقدور میں نہیں کہ مثلاً ہستی باری پر کوئی ایسی دلیل پیدا کر سکے کہ جو قرآنِ شریف میں موجود نہ ہو۔

ماسوا اس کے قرآنِ شریف کے وجود کی ضرورت پر ایک اور بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی تمام کتابیں موسیٰؑ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں اور صاف اور صریح لفظوں میں کہتی ہیں کہ ان کی ہدایتیں عام فائدہ کے لئے نہیں بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہیں۔ مگر قرآنِ شریف کا مدّنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اس کی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اس کا مقصود ہے''۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد13 صفحہ 85-83)

قرآنِ کریم کے فضائل، مقام ومرتبہ اور برتری پر اور بھی مختلف حوالے ہیں جو ان شاءاللہ آئندہ کبھی بیان ہوں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 24 فروری 2023ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشقِ قرآن

مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب۔ نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ قرآنِ شریف کی محبّت اور عشق میں سرشار دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی تعلیم کو از سرِ نو پھیلانے اور اس زندگی بخش پیغام کی تاثیرات کو دنیا میں عام کرنے کے لئے ہر لحظہ مسلسل جہاد کرتے نظر آتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’خدا نے اپنی کتاب میں بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے کہ میں اپنے ڈھونڈنے والوں کے دل نشانوں سے منور کروں گا۔ یہاں تک کہ وہ خدا کو دیکھیں گے اور میں اپنی عظمت انہیں دکھلاؤں گا یہاں تک کہ سب عظمتیں ان کی نگاہ میں ہیچ ہوجائیں گی ... ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پُر زور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں ہم نے اس نورِ حقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلماتی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہوجاتا ہے‘‘۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 65)

چودہ سو کچھ سال پہلے حکیم مطلق نے ضرورتِ انسانی کے عین مطابق انسان کی روحانی صعوبتوں کے وقت اپنا شفا بخش کلام نازل فرما کر اپنے بندوں کی دستگیری فرمائی تا وہ قعرِ مذلت سے نکل سکیں۔ پس جو دل قرآنِ شریف کو سرمایۂ حیات بنا لیتے ہیں وہ نیکی و تقویٰ کی وادیوں میں داخل ہوجاتے ہیں اور وہ اپنے لئے سرمایۂ سعادت اکٹھا کر لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’قرآنِ شریف وہ کتاب ہے جو عین ضرورت کے وقت آئی اور ہر ایک تاریکی کو دُور کیا اور ہر ایک فساد کی اصلاح کی اور توریت وانجیل کے غلط اور محرّف بیانات کو ردّ کیا اور علاوہ معجزات کے توحید باری پر عقلی دلائل قائم کیں‘‘۔ (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 270)

نیز فرمایا:

’’قرآنِ شریف معارف وحقائق کا ایک دریا ہے اور پیشگوئیوں کا ایک سمندر ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی انسان بجز ذریعہ قرآنِ شریف کے پورے طور پر خدا تعالیٰ پر یقین لاسکے کیونکہ یہ خاصیت خاص طور پر قرآنِ شریف

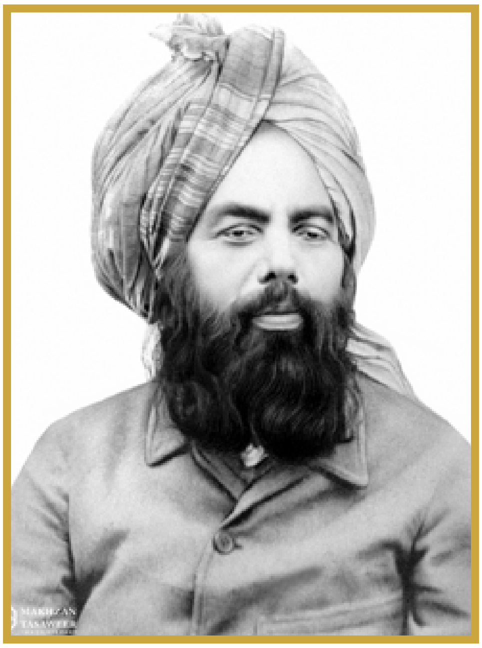

میں ہی ہے کہ اُس کی کامل پیروی سے وہ پردے جو خدا میں اور انسان میں حائل ہیں سب دور ہوجاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب والا محض قصّہ کے طور پر خدا کا نام لیتا ہے مگر قرآنِ شریف اس محبوبِ حقیقی کا چہرہ دکھلا دیتا ہے اور یقین کا نور انسان کے دل میں داخل کر دیتا ہے اور وہ خدا جو تمام دنیا سے پوشیدہ ہے وہ محض قرآنِ شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے‘‘۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 271-272)

بدقسمتی سے موجودہ زمانے میں عالم اسلام میں علم پروری اور عقل دوستی کے زوال کی وجہ سے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ علم دشمنی اور جہل دوستی کی وجہ سے جو پسماندگی رونما ہوئی اُس نے اُنہیں قعرِ مذلت میں لا کھڑا کیا اور وہ قرآن کریم کے زندگی بخش علوم سے بے بہرہ ہوگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی عقل کا تعلق زمین سے ہے جبکہ وحی والہام آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور اِن دونوں کے اتصال سے کامل نور وجود پکڑتا ہے جیسا کہ زمینی آنکھ آسمانی سورج سے روشنی لے کر نور پکڑتی ہے۔ پس وحی والہام کے بغیر نہ کامل یقین پیدا ہوسکتا ہے اور نہ ہی وہ نورِ فراست حاصل ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس والا صفات کو پہچان سکے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو لوگ وحی ولایت عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں اور الا المطهرون کے گروہ میں داخل ہیں ان سے بلاشبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً دقائق مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے ... سو اس معرفت کے پانے سے اعجاز قرآن کریم ان پر کھل جاتا ہے‘‘۔

(مباحثہ لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 81)

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے الہام وکلام کی روشنی میں قرآنِ شریف کے حقائق ومعارف اور اس کی زندگی بخش تاثیرات کو سمجھا اور پھر اُسے خدا تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کئے گئے علم کلام کے ذریعہ ایسے منفرد اور نہایت دلنشین انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا جس کی نظیر تاریخ اسلام میں پائی نہیں جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ جس نے بھی آپ کی تحریرات کو فراست کی آنکھ سے پڑھا اور بصیرت کی روشنی میں پرکھا وہ ان کا گرویدہ ہوئے

بغیر نہ رہ سکا۔حضور علیہ السلام قرآنِ شریف کی ضرورتِ نزول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’قرآنِ شریف ایسے وقت میں آیا ہے کہ جب تمام اُمّتوں نے اُصولِ حقّہ کو چھوڑ دیا تھا اور کوئی دین روئے زمین پر ایسا نہ تھا کہ جو خداشناسی اور پاک اعتقادی اور نیک عملی پر قائم اور بحال ہوتا بلکہ سارے دین بگڑ گئے تھے اور ہر یک مذہب میں طرح طرح کا فساد دخل کر گیا تھا اور خود لوگوں کے طبائع میں دنیا پرستی کی محبّت اس قدر بھر گئی تھی کہ بجز دنیا اور دنیا کے ناموں اور دنیا کے آراموں اور دنیا کی عزّتوں اور دنیا کی راحتوں اور دنیا کے مال و متاع کے اور کچھ ان کا مقصد نہیں رہا تھا اور خداتعالیٰ کی محبّت اور اس کے ذوق اور شوق سے بکلّی بے بہرہ اور بے نصیب ہو گئے تھے اور رسوم اور عادت کو مذہب سمجھا گیا تھا پس خدا نے جس کا یہ قانون قدرت ہے کہ وہ شدّتوں اور صعوبتوں کے وقت اپنے عاجز بندوں کی خبر لیتا ہے اور جب کسی سختی سے جیسے اِمساکِ باراں وغیرہ سے اس کے بندے قریب ہلاکت کے ہو جاتے ہیں بارانِ رحمت سے اُن کی مشکل کشائی کرتا ہے نہ چاہا کہ خلق اللہ ایسی بلا میں مبتلا رہے جس کا نتیجہ ہلاکت دائمی اور ابدی ہے سو اُس نے بہ تعمیل اپنے قانون قدیم کے کہ جو جسمانی اور روحانی طور پر ابتدا سے چلا آتا ہے قرآنِ شریف کو خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نازل کیا‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 658 -660)

حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی عظمتِ شان اور بلندئ مراتب کو حقیقی رنگ میں وہی جان سکتا ہے جس نے الہام کا مصفّا پانی پیا ہو اور اُس منبع سے آشنا ہو جو عرفان و ایقان کی وادیوں سے نکلتا ہے کیونکہ قرآنِ شریف بعید از قیاس استعاروں سے پاک ایسا عظیم الشان مرقع ہے جس کا ایک ایک لفظ اپنی خوبی و لطافت میں یکتا ہے۔

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’قرآنِ شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں اپنی حکمتوں اپنی صداقتوں اپنی بلاغتوں اپنے لطائف و نکات اپنے انوارِ روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد 1 حاشیہ نمبر 11 صفحہ 662)

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سُخن میں اُس کے ہمتائی، کہاں مقدورِ انساں ہے

پس قرآنِ کریم کی تعلیم رہتی دنیا تک نوعِ انسان کے لئے چراغِ راہ اور دائمی نمونہ عمل ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پڑھنے والے جانتے ہیں کہ آپ نے قرآنِ کریم کی تعلیم کو ہاتھ میں لیا اور آسمانی نشانوں سے پُر اس صحیفۂ آسمانی کی خوبیوں کو دلائلِ عقلیہ و نقلیہ کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کر کے اس کا آسمانی ہونا ثابت کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس پر ہمیشہ کے لئے زندہ خدا کا ہاتھ ہو سو وہ اسلام ہے۔ قرآن میں دو نہریں اب تک موجود ہیں ایک دلائلِ عقلیہ کی نہر دوسری آسمانی نشانوں کی نہر‘‘۔

(کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 92-93)

کلامِ پاک پر انگشت نمائی اور زبانِ طعن دراز کرنا روزِ اوّل سے دشمنانِ اسلام کا وطیرہ رہا ہے۔حضور علیہ السلام کے دل میں شانِ اسلام اور عظمتِ قرآن کا جو ولولہ انگیز جذبہ موجزن تھا وہ کیسے برداشت کرسکتا تھا کہ کوئی انسان کلامِ پاک پر زبانِ طعن دراز کرے چنانچہ آپ نے کمال جراٴت اور بغیر خوف لومۃ لائم دشمنانِ اسلام کی طرف سے قرآنِ شریف پر کئے گئے تمام اعتراضات کا ایک ایک کر کے نہ صرف جواب دیا بلکہ مسکت دلائل اور اعجاز نما براہین سے غیروں کے منہ بند کر کے قرآنِ شریف کو عجائباتِ روحانیہ کا ایک حسین مرقع ثابت کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’قرآنِ شریف تو بجائے خود ایک عظیم الشان معجزہ ہے اور نہ صرف معجزانہ بلاغت و فصاحت رکھتا ہے بلکہ معجزات اور پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے اور جن قوی دلائل سے وہ خداتعالیٰ کے وجود کا ثبوت دیتا ہے وہ ثبوت نہ توریت کی رُو سے مل سکتا ہے نہ انجیل کی رُو سے حاصل ہوسکتا ہے‘‘۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 271)

نیز فرمایا:

’’قرآنِ کریم صرف اپنی بلاغت و فصاحت ہی کے رُو سے بینظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رُو سے بینظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خداتعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہے اُس کی صرف ایک خوبی ہی بے مثل نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہر یک خوبی بے مثل ہوگی... خداتعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کی یہ ایک ضروری نشانی ہے کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو‘‘۔

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 60)

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے
ارے لوگو کرو کچھ پاسِ شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بُوئے ایماں ہے

جاننا چاہئے کہ ہر چیز اُسی وقت قابل توجہ سمجھی جائے گی جب وہ اپنی اس غرض کو احسن رنگ میں پورا کرے جو اُس کے وجود میں آنے کی علتِ غائی ہے۔کسی بھی آسمانی کتاب کی اصل غرض یہ ہونی چاہئے کہ وہ اپنی پیروی کرنے والوں کو اپنی تعلیم، اپنی تاثیر، اپنی قوت اصلاح اور اپنی روحانی خاصیت سے گناہ کی زندگی سے پاک کرے اور اُنہیں اُن کے پیدا کرنے والے کی شناخت سے متعلق ایسی کامل بصیرت عطا کرے کہ اُن کا تعلق محبّت اور عشق کے دائرے میں داخل ہو جائے اور وہ گناہ آلود زندگی سے نکل کر نجات یافتہ زندگی حاصل کرلیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوارِ یقین اور تواتر سے بھرا ہوا اور ہماری روحانی بھلائی اور ترقی علمی کے لئے کامل رہنما ہے قرآنِ کریم ہے جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصل کرنے کا متکفل ہو کر آیا ہے جس کی آیت آیت اور لفظ لفظ ہزارہا طور کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے اور جس میں بہت سا آبِ حیات ہماری زندگی

کے لئے بھرا ہوا ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جواہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ یہی ایک عمدہ محک ہے جس کے ذریعہ سے ہم راستی اور ناراستی میں فرق کر سکتے ہیں۔ یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں کو راہِ راست سے مناسبت اور ایک قسم کا رشتہ ہے اُن کا دل قرآنِ شریف کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور خدائے کریم نے اُن کے دل ہی اس طرح کے بنا رکھے ہیں کہ وہ عاشق کی طرح اپنے اس محبوب کی طرف جھکتے ہیں اور بغیر اس کے کسی جگہ قرار نہیں پکڑتے اور اس سے ایک صاف اور صریح بات سن کر پھر کسی دوسرے کی نہیں سنتے اس کی ہر یک صداقت کو خوشی سے اور دوڑ کر قبول کر لیتے ہیں اور آخر وہی ہے جو موجب اِشراق اور روشن ضمیری کا ہوجاتا ہے اور عجیب دَر عجیب انکشافات کا ذریعہ ٹھہرتا ہے اور ہر یک کو حسب استعداد معراج ترقی پر پہنچاتا ہے''۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 381-382)

قرآنِ شریف کی یہ معجزانہ شان ہے کہ وہ سعید فطرت انسانوں کے دلوں سے ظلمت کی تاریکی دُور کر کے اُن کے اندر سکینت کے چراغ روشن کرتا ہے۔ قرآنِ کریم کی اسی خوبی و لطافت کو ایک عاشق صادق نے محسوس کیا، سمجھا اور دنیا کے سامنے کھول کھول کر بیان کیا تا کہ وہ بھی اس قیمتی خزانے سے اپنی جھولیاں بھر لیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمارا مشاہدہ اور تجربہ اور اُن سب کا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اس بات کا گواہ ہے کہ قرآنِ شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اُس کے دل کو منوّر کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علومِ غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے اور ہر ایک جو اُس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآنِ شریف کا سچا پیرو ہے خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اُس بندہ کے ساتھ ہے جو اس کے کلام کی پیروی کرتا ہے''۔ (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 308-309)

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں
حق کو پاتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں
اُن کی اس یار پہ نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر
کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں ہر یک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآنِ شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علومِ حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رُو سے معجزہ ہے۔ موسیٰؑ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰؑ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔ مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے اور اسی کامل انسان پر علومِ غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 345)

عشق و محبّت کا تقاضا ہے کہ انسان جس سے محبّت کرتا ہے اپنے آپ کو اس کے رنگ میں رنگین کر لے اور اپنے وجود کو مٹا کر اپنے معشوق میں گم ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ آپ کی اوّلین محبّت خدا تعالیٰ کی ذات سے تھی اور آپ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبّت اور اس کے عشق میں فنا کر لیا تھا۔ دوسرے نمبر پر محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جسم و جان میں خون کی طرح دوڑ رہی تھی کیونکہ اس پاک وجود کے ذریعہ آپ نے اپنے ربّ کو پہچانا۔ تیسرے نمبر پر آپ کو اللہ تعالیٰ کے پاک کلام قرآنِ شریف سے عشق تھا کیونکہ یہ آپ کے محبوب کا کلام ہے جس کے ذریعہ آپ نے اپنے محبوب کا چہرہ دیکھا۔ چنانچہ آپ کی تحریر و تقریر اور نظم و نثر میں عشق و محبت کے یہ تینوں رنگ بہت نمایاں ہیں۔ حضور علیہ السلام قرآن کی روحانی تاثیرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے، وہ بجز قرآنِ شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو مَیں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو مَیں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصّوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے۔ وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہوجاتے ہیں، وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہوجاتا ہے، خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا مَیں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اٹھے اور تلاش کرے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں۔ مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور حجاب کس دوا سے اُٹھے گا۔ مَیں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جس اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے۔ اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا محبوب دیکھ سکیں۔ مَیں جوان تھا۔ اب بوڑھا ہوا مگر مَیں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 442-443)

پس جن دلوں میں کلام پاک کی روحانی تاثیرات داخل ہو جائیں اُن دلوں پر اللہ کے فضل کی پھوار نازل ہوتی ہے اور وہ اللہ کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی زمانے کے امام علیہ السلام کے پُر معارف اور زندگی بخش کلمات کو سمجھنے اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ان پاکیزہ کلمات کی برکت سے ہمارے دل بھی نورِ قرآن سے منور ہو جائیں، آمین۔

جماعتِ احمدیہ کے زیرِ اہتمام

مختلف زبانوں میں تراجم قرآنِ کریم کی اشاعت

(مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

تیرھویں صدی ہجری کا زمانہ وہ زمانہ تھا جس میں قرآن عملاً زمین سے اُٹھ چکا تھا، ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ایسی تھی جو قرآن پڑھنا ہی نہیں جانتی تھی۔ قرآن غلافوں میں بند کر کے طاقچوں کی زینت بنا دیا گیا تھا۔ جو قرآن پڑھتے تھے ان میں سے اکثریت کا حدیث نبوی کے مطابق یہ حال تھا کہ وہ ان کے حلق سے نیچے ہی نہیں اُترتا تھا اور ان کی زندگیوں میں قرآنی تعلیم کا کوئی اظہار نہیں ہوتا تھا۔ بہت سی اعتقادی اور علمی و عملی خرابیاں مسلمانوں میں پیدا ہو چکی تھیں۔ اور لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ کا مضمون ان پر صادق آتا تھا۔ اس حالت زمانہ کا تقاضا تھا کہ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں مذکور پیشگوئی اور آنحضرت ﷺ کی تصریح کے مطابق وہ رجلِ فارس مبعوث ہو جو قرآن کو آسمان سے واپس لائے اور ایمان کو پھر سے دلوں میں قائم کرے۔ چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے احیاءِ دینِ اسلام اور قیامِ شریعت کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا:

''خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارقِ غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائلِ عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقّہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حُجّت اُن پر پوری کرے''۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 596 حاشیہ نمبر 3)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے اغراض میں سے ایک تکمیلِ دین بھی تھی جس کے لئے فرمایا گیا تھا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ 4:) اب اس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں۔ ایک تکمیل ہدایت اور دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔

تکمیل ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت ﷺ کا اپنا پہلا زمانہ تھا اور تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ آپؐ کا دوسرا زمانہ ہے جبکہ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ:4) کا وقت آنے والا ہے اور وہ وقت اب ہے یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ''۔

(الحکم جلد 6 نمبر 43 مورخہ 30 نومبر 1902ء صفحہ 2)

یہی مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اِتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں۔ اوّل تکمیل ہدایت۔ دوم تکمیل اشاعتِ ہدایت۔ اب تم غور کر کے دیکھو تکمیلِ ہدایت تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ دوسرا ہو جبکہ آنحضرت ﷺ بروزی رنگ میں ظہور فرماویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (الصّف:10) اس شان میں فرمایا گیا ہے۔ تمام مفسّرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے متعلق ہے۔۔۔

اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (الصّف:10) کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ (المائدہ:4) کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمامِ نعمت کا زمانہ ہے۔ اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ:4) کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے''۔

(الحکم جلد 6 نمبر 18 مورخہ 17 مئی 1902ء صفحہ 5-6)

آپ علیہ السلام آیت یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (الاعراف 159) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! مَیں تم سب کی طرف رسول ہوں عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی اور نہ اتمام حجت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے۔ اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی۔ اور نیز یہ کہ دلائل حقّانیتِ اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں۔ اور یہ دونوں اَمر اُس وقت غیر ممکن تھے۔ لیکن قرآنِ شریف کا یہ فرمانا کہ وَمَنۡۢ بَلَغَ یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اَور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی اُن تک نہیں پہنچی۔ ایسا ہی آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ4) اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت ﷺ کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنۡہُمۡ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیلِ اشاعت کے لئے موزون ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت ﷺ کے رنگ میں ہوگا اور اس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے''۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 258-261)

درحقیقت اظہار دین اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کُل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعتِ مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آ گیا ہے۔ چنانچہ اس وقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت اور طبع میں جو جو سہولتیں میسّر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں، جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اُسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہارِ دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ اسی تناظر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کے لئے قرآنِ کریم کی ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کے بھیجی جائے چنانچہ فرمایا:

''مَیں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رَہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اُس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے''۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 518)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدمتِ قرآن کی جو راہیں اپنے قول اور فعل سے روشن فرمائی تھیں، آپؑ کے بعد آپؑ کے مقدّس خلفاء کرام نے ان تمام نورانی راہوں پر بڑے عزم اور استقلال کے ساتھ قدم آگے بڑھایا اور آپ کی قائم کردہ بنیادوں پر ایک عالیشان عمارت کھڑی کر دی۔ حقیقت یہ ہے کہ خلفائے مسیح موعودؑ نے اپنے آقا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں تمام عالم میں قرآنی تعلیمات کی حقّانیت کے اثبات اور قرآنی علوم و معارف اور حقائق و دقائق کی تعلیم و تدریس اور ترویج و اشاعت اور قرآنِ مجید کی عزّت و عظمت کے اظہار اور اس کے عملی نمونوں کے قیام و استحکام کے لئے جس محنت اور جانفشانی سے اپنے جگر خون کئے اور مسیح پاک علیہ السلام کی جاری فرمودہ عظیم مہمات کو نہایت کامیابی و کامرانی سے آگے بڑھایا اس کا ذکر اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں۔ یہ حکایت بہت طویل، لذّت بھری اور حد درجہ ایمان افروز ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس خلافت کی آسمانی رہنمائی اور قیادت میں خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید و فرقان حمید کے مختلف زبانوں میں تراجم اور ان کی اشاعت کے حوالہ سے قارئین کی خدمت میں مختصراً کچھ کوائف پیش کرنے سے قبل یہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ خلافتِ حقّہ اسلامیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ کے علاوہ بھی بعض مسلمان افراد، اداروں، جماعتوں، فرقوں یا حکومتوں نے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے ہیں لیکن احمدیہ مسلم جماعت وہ منفرد جماعت ہے جس نے خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی بابرکت قیادت اور مقدس رہنمائی میں باقاعدہ ایک منظّم پروگرام کے تحت دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے اور اس سلسلہ میں اُٹھنے والے تمام اخراجات افراد جماعت احمدیہ اپنے امام کی تحریک پر خود برداشت کرتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو خدمتِ قرآن کی اس توفیق اور سعادت کا ملنا خود قرآنِ مجید میں مذکور پیش خبریوں اور پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے اور اس کے ساتھ الٰہی نصرت و تائید اور کامیابی کے عظیم الشان وعدے ہیں۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کی 134 سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا وہ مبارک کام جس

کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں سے ہوا تھا وہ الٰہی وعدوں کے مطابق آپ کے بعد ظاہر ہونے والی قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ نہایت کامیابی اور کامرانی کے ساتھ مسلسل وسعت پذیر ہے۔ اور جیسا کہ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ میں بشارت دی گئی تھی خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ اس سلسلہ میں اپنے امام کے تابع تمام ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے دامے، درمے، سخنے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے نہایت محنت اور اخلاص اور جانفشانی کے ساتھ مصروف جہاد ہیں۔

جہاں تک اردو زبان میں مختلف تراجم قرآن کا تعلق ہے تو 1902ء میں حضرت یعقوب علی عرفانیؓ نے ایک ترجمہ قرآن کیا۔ 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے قرآنِ کریم کے ترجمہ و تفسیر کے نوٹس اخبار ''بدر'' میں بالاقساط چھپتے رہے۔ 1912ء میں حضرت مولوی سرور شاہؓ صاحب نے ترجمہ مع تفسیر کیا جو 1906ء سے 1912ء تک رسالہ تعلیم الاسلام، رسالہ تفسیر القرآن اور ریویو آف ریلیجنز کے ضمیمے کے طور پر چھپتا رہا۔ (یہ مکمل قرآن کا ترجمہ نہیں تھا)۔ 1915ء میں مکرم میر سعید احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے دروس سے مستفاد ایک ترجمہ شائع کیا۔ 1927ء یا 1929ء میں حضرت حافظ روشن علیؓ نے بھی قرآنِ کریم کا اردو میں ترجمہ کیا۔ میاں معراج الدّین عمر صاحب نے بھی ایک ترجمہ اردو زبان میں ''حمائل شریف مترجم مع حواشی'' کے نام سے شائع کیا۔ حضرت میر محمد اسحاقؓ کا اردو ترجمہ قرآن جماعت میں بہت معروف اور متداول ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1957ء میں بامحاورہ اردو ترجمہ قرآن مع مختصر تفسیر شائع فرمایا جو تفسیر صغیر کے نام سے معروف ہے۔ 1974ء میں مکرم پیر صلاح الدین صاحب نے ایک ترجمہ و تفسیر کیا۔ 1977ء میں مکرم مولوی عبدالرحمان مبشر صاحب آف ڈیرہ غازی خان نے ایک ترجمہ شائع کیا جو تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک ترجمہ کیا۔ 2007ء میں مکرمہ کفیلہ خانم صاحبہ نے ''مناہل العرفان'' کے نام سے قرآنِ کریم کا ایک ترجمہ و تفسیر کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ہدایت پر انگریزی ترجمہ قرآنِ کریم کا کام مولوی محمد علی صاحب کے سپرد کیا گیا اور اس کے لئے انہیں تمام ممکنہ ضروری سہولیات فراہم کی گئیں اور زرِ کثیر خرچ کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ خود بنفس نفیس انگریزی ترجمہ قرآن کے نوٹس سنتے اور حقائق و معارفِ قرآن بیان فرماتے۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ انگریزی ترجمہ قرآن جلد شائع ہو۔ ترجمہ کے نوٹ آخری مراحل پر تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات ہوگئی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمد خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے آپ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد میں وہ قادیان کو چھوڑ کر لاہور منتقل ہو گئے اور ترجمہ قرآن کا وہ مسودہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی زیرِ ہدایت و نگرانی تیار ہوا تھا وہ بھی ساتھ لے گئے۔

اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس طرف توجہ فرمائی۔ آپؓ نے 1915ء میں ایک پارہ کی تفسیر خود لکھی اور وہ اردو اور انگریزی میں طبع بھی ہوئی۔ اور فرمایا کہ مَیں ایک نمونہ قائم کر رہا ہوں۔ جماعت کے علماء کا کام ہے کہ وہ اسی طرز پر اس کو آگے بڑھائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ، خان بہادر ابوالہاشم خان صاحبؓ اور ملک غلام فرید صاحبؓ کو یہ ذمہ داری سونپی اور ان کی مجموعی کوششوں سے ایک مکمل اور مستند انگریزی ترجمہ اور پھر اس کی تفسیر بھی شائع ہوئی۔ قرآن مجید کی انگریزی تفسیر قریباً ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جو عجیب و غریب قرآنی معارف کا حسین و دلفریب مرقع ہے۔ اس کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا دیباچہ بھی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے چوٹی کے اہلِ علم نے اس کو سراہا۔ اسی طرح مسلمان مشاہیر نے بھی اس کی تعریف کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1944ء میں مختلف زبانوں میں تراجم قرآنِ کریم کی اشاعت سے متعلق خصوصی تحریک فرمائی۔ چنانچہ آپ نے 20 اکتوبر 1944ء کو دنیا کی آٹھ مشہور زبانوں انگریزی (انگریزی میں ترجمہ پہلے سے مکمل ہو چکا تھا)، روسی، جرمن، فرانسیسی، اطالوی، ڈچ، ہسپانوی اور پرتگیزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم کی عظیم الشان تحریک فرمائی اور پھر اپنے عہدِ خلافت میں اس کی تکمیل کے لئے کامیاب جدوجہد فرمائی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے الفاظ میں پیشگوئی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے جماعت احمدیہ کے افراد مرد و زن نے اس تحریک پر جس شان کے ساتھ اور والہانہ طور پر لبّیک کہا وہ غیر معمولی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے اندازہ کے مطابق ان تراجم اور ان کی چھپوائی کے لئے ایک لاکھ 94ہزار روپے کی ضرورت تھی جس کا آپ نے جماعت سے مطالبہ کیا۔ لیکن مسیح پاک علیہ السلام اور خلافتِ حقّہ کی فدائی جماعت نے دو لاکھ ساٹھ ہزار روپے کے وعدے قلیل عرصہ میں پیش کر دیئے اور پھر ان کا اکثر حصہ وصول ہو گیا اور دو سال کے عرصہ میں مذکورہ بالا ساتوں زبانوں میں تراجم مکمل ہو گئے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

''قرآن کے سات مختلف زبانوں میں جو تراجم ہو رہے تھے وہ خداتعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو گئے ہیں اور ان کی ایک اور نقل بینک میں محفوظ کر لی گئی ہے۔ صرف اس بات کا انتظار ہے کہ ہمارے مبلغین ان زبانوں کو سیکھ کر ان پر نظر ثانی کر لیں تا غلطی کا امکان نہ رہے''۔

(الفضل 28دسمبر 1946ء)

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس خلفاء کی نگرانی میں اور ان کی تحریکات کے مطابق مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم اور ان کی اشاعت کا مبارک سلسلہ مسلسل آگے بڑھتا رہا۔ خلافت ثانیہ کے عہد میں مندرجہ ذیل پانچ زبانوں میں مکمل تراجم طبع ہوئے۔

زبان		سن اشاعت
اردو ''تفسیر صغیر''	Urdu	1957
ڈچ	Dutch	1953
سواحیلی	Kiswahili	1953
جرمن	German	1954
انگریزی	English	1955

جبکہ ڈینش میں پہلے سات پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس اور یوگنڈا کی زبان لوگنڈا میں پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس اور مینڈے زبان میں پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہوا۔

خلافتِ ثالثہ کے دَور میں یہ سلسلہ آگے بڑھا اور چار مزید زبانوں میں مکمل قرآنِ کریم کے تراجم طبع ہوئے۔

سن اشاعت	زبان	
1967	Danish	ڈینش
1970	Esperanto	اسپرانٹو
1970	Indonesian	انڈونیشین
1976	Yoruba	یوروبا

اسی طرح انگریزی میں تفسیر القرآن کا ایک جلد میں خلاصہ پہلی بار شائع ہوا۔ نیز سویڈش اور فجین زبان میں جزوی طور پر بعض پاروں کا ترجمہ طبع ہوا۔

خلافت رابعہ کے پہلے دو سالوں (1982-1983ء) میں گورمکھی اور لوگنڈا زبان میں مکمل قرآنِ کریم کے تراجم طبع ہوئے۔

1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے ظالمانہ آرڈیننس 20 کی وجہ سے پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی اس وقت تک گیارہ زبانوں میں مکمل قرآنِ کریم کے تراجم شائع ہو چکے تھے۔

1989ء کا سال جماعت کی تاسیس پر سو سال مکمل ہونے کے لحاظ سے صد سالہ جوبلی کا سال تھا اور جماعتی تاریخ میں یہ ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے شایانِ شان دیگر پروگراموں کی طرح مختلف زبانوں میں تراجم قرآنِ کریم کی اشاعت کا منصوبہ بھی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اپریل 1984ء میں پاکستان سے ہجرت کے بعد سے جولائی 1989ء تک کے ہجرت کے پانچ سالوں میں حسب ذیل 15 نئی زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم طبع ہوئے۔

سن اشاعت	زبان	
1985	French	فرنچ
1986	Italian	اٹالین
1987	Fijian	فجین
1987	Hindi	ہندی
1987	Russian	رشین
1988	Portuguese	پرتگیزی
1988	Swedish	سویڈش
1988	Korean	کورین
1988	Kikuyu	کیکویو
1988	Spanish	سپینش
1988	Japanese	جاپانی
1989	Malay	ملائی
1989	Persian	فارسی
1989	Bangla	بنگلہ
1989	Oria	اُڑیہ

1989ء میں کئی تراجم طباعت کے مختلف مراحل میں تھے اور جلسہ سالانہ یُوکے (جولائی 1989ء) تک شائع نہیں ہو سکے تھے۔ چنانچہ اگست 1989ء سے جولائی 1990ء تک کے صرف ایک سال کے عرصہ میں حسبِ ذیل 15 مزید نئی زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم شائع کرنے کی سعادت جماعت کو حاصل ہوئی۔

سن اشاعت	زبان	
1990	Albanian	البانین
1990	Mende	مینڈے
1989	Greek	گریک
1989	Tamil	تامل
1989	Vietnamese	ویتنامی
1990	Gujrati	گجراتی
1990	Tukish	ٹرکش
1990	Tuvaluan	طوالوئن
1990	Chinese	چینی
1990	Pashtu	پشتو
1990	Polish	پولش
1990	Czech	چیک
1990	Saraeiki	سرائیکی
1989	Punjabi	پنجابی
1990	Igbo	اِگبو

اس طرح 1984ء میں جماعت کے زیر انتظام مختلف زبانوں میں شائع کردہ تراجم قرآنِ کریم کی جو تعداد صرف گیارہ تھی وہ جولائی 1990ء تک 42 میں تبدیل ہو چکی تھی۔ چھ سال کے قلیل عرصہ میں 31 نئے تراجم کے ساتھ یہ قریباً چار گنا اضافہ تھا اور ابھی کئی تراجم تکمیل کے بعد طباعت کے مختلف مراحل میں سے گزر رہے تھے۔

چنانچہ 1994ء تک جماعت احمدیہ کو آٹھ مزید زبانوں کے اضافہ کے ساتھ مجموعی طور پر پچاس زبانوں میں تراجم قرآنِ کریم کی طباعت کی سعادت حاصل ہو چکی تھی۔

سن اشاعت	زبان	
1991	Bulgarian	بلغارین
1991	Malayalam	ملیالم
1991	Manipuri	منی پوری
1991	Sindhi	سندھی
1991	Tagalog	تیگالاگ
1991	Telugu	تیلگو
1992	Hausa	ہاؤسا
1992	Marathi	مراٹھی
1996	Norwegian	نارویجین
1998	Kashmiri	کشمیری
1998	Sundanese	سنڈانیز
2001	Nepali	نیپالی
2002	Jula	جُولا
2002	Kikamba	کیکامبا

یوں 1982ء سے لے کر 2003ء تک صرف خلافتِ رابعہ کے اکیس سالہ عہد سعادت میں 47 زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم طبع ہوئے۔ جبکہ اس کے علاوہ تھائی (1999ء)، میانمار (2003ء) اور جاوانیز (2000ء) زبانوں میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ شائع ہوا۔

خلافت خامسہ کے بابرکت دَور میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نئے تراجم قرآنِ کریم کی تیاری اور ان کی اشاعت کا یہ کام بلندی کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔

چنانچہ 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سے اب تک درج ذیل 19 نئی زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم طبع ہو چکے ہیں۔

زبان		سن اشاعت
قتلان	Catalan	2003
کیریول (گیمبیا)	Creole	2004
کناڈا	Kanada	2004
اُزبک	Uzbec	2005
فُولا	Fula	2007
میڈنکا	Mandinka	2007
وولف	Wolof	2007
مورے (بورکینافاسو)	More	2006
بوسنین	Bosnian	2008
مالاگاسی	Malagasy	2008

تھائی (پارہ نمبر 11 تا 20 کا ترجمہ 2006ء میں شائع ہوا، جبکہ مکمل ترجمہ قرآنِ کریم جون 2008ء میں طبع ہوا)

زبان		سن اشاعت
قرغز	Kyrgis	2008
اسانٹی چوئی	Ashanti	2008
ماؤری (نیوزی لینڈ)	Maure	2013

میانمار (پارہ نمبر 11 تا 20 کا ترجمہ 2012ء میں شائع ہوا، جبکہ مکمل ترجمہ قرآنِ کریم جولائی 2015ء میں طبع ہوا)

زبان		سن اشاعت
کریول (ماریشس)	Kriol	2010
یاؤ (تنزانیہ)	Yao	2013
سنہالہ (سری لنکا)	Sinhala	2015
ڈوگری	Dogri	2017

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیرِاہتمام انگریزی زبان میں لفظی اور بامحاورہ ترجمہ شائع کیا گیا۔اس کے علاوہ کئی تراجم کے نئے ایڈیشن بہتر کمپوزنگ اور تراجم کی نظر ثانی اور ان میں تشریحی نوٹس کے اضافوں کے ساتھ بھی شائع ہوئے۔اور اشاعت قرآنِ کریم کا یہ سلسلہ خلافت حقہ کی برکت سے مسلسل ترقی پذیر ہے، اَللّٰھُمَّ زِدْ وَ بَارِكْ۔

خلافت خامسہ کے مبارک عہد میں جماعت کی طرف سے پہلی بار نابینا افراد کے لئے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا انگریزی ترجمہ قرآن بریل (Braille) میں شائع ہوا ۔ اس کے پہلے ایڈیشن 2004ء کے بعد اب تک چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔غرضیکہ ساری دنیا میں خلافتِ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جسے تن تنہا اتنی بہت سی زبانوں میں تراجم قرآنِ کریم کی اشاعت کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مقدس خلفائے کرام اور آپ کے سچے متبعین ہی وہ ''سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ'' ہیں جن کے ہاتھوں میں خداتعالیٰ نے دنیا بھر میں قرآن کی سچی خدمت اور اس کی عظمت کے اظہار کا علَم تھمایا ہے۔ جو کسی تلوار اور نیزہ سے نہیں، کسی بندوق یا توپ یا بم کے زور سے نہیں بلکہ قرآن کا حربہ ہاتھ میں لے کر، اس کے نُور کو اپنے سینوں میں بسا کر، حجّت اور بُرہان اور زمینی وآسمانی نشانات اور الٰہی نصرت وتائیدات کے ساتھ ساری دنیا میں جہاد کبیر میں مصروف ہیں۔ اور صرف اپنے قول سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے قرآنی تعلیمات کی حقّانیت اور قرآنی برکات وتاثیرات کے تازہ بتازہ اور شیریں وخوشبودار ثمرات کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے اس کتاب کے زندہ کتاب ہونے اور اس کی عظمتوں پر گواہ ہیں۔

جرمنی میں قرآن کلاسز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ ''يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ'' کا ایک ایسا نیا دَور شروع ہوا جس نے قرآنی علوم ومعرفت کا ایک دریا بہا دیا۔حضور علیہ السلام کے بعد آپؑ کے خلفاء نے قرآن کی خدمت اور درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔خصوصاً حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے دن رات ایک کر کے خدمتِ قرآن کی۔ درسوں اور خطبات کے علاوہ آپؓ نے تفسیر کبیر، تفسیر صغیر، دیباچہ تفسیر القرآن، فائیو والیم کمنٹری جیسے شہ پارے رقم فرمائے۔ آپ کو قرآن کریم اور تفسیر قرآن سے ایسا غیرمعمولی عشق تھا کہ آپ نے تمام عمر خدمتِ قرآن میں وقف کرنے کے ساتھ یہ دعا بھی کی۔

پانی کر دے علوم قرآں کو
گاؤں گاؤں میں ایک رازیؒ بخش

آپؓ کی یہ دعا ایسے عجیب رنگ میں یوں قبول ہوئی کہ ساری دنیا میں قرآن کریم کے درس اور کلاسز کا ایک چشمۂ رواں جاری وساری ہے۔زیرِنظر رپورٹ میں جرمنی کے طول وعرض میں منعقد ہونے والی قرآن کلاسز کا مختصر جائزہ پیش ہے۔

تعلیم القرآن کلاسز

204 جماعتوں اور 11 لوکل امارات میں مربیان سلسلہ قرآن کلاسز میں قرآنی تلفّظ، ترجم اور تفسیر پڑھاتے ہیں۔

معلّمین کورسز

اس وقت متعدّد معلّمین کورسز جاری ہیں جن کے کوائف درج ذیل ہیں:

1۔ترجمۃالقرآن (اردو و جرمن): 25 معلّمین

2۔ترتیل القرآن کورس جرمن: 19 معلّمین

3۔ترتیل القرآن کورس (اطفال)

25 احزاب میں تقسیم 250 سے زائد اطفال

حفظ القرآن کلاس

62 طلباء 58 اساتذہ کی نگرانی میں قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

حفظ القرآن کلاس ثانی

14 طلباء اور 14 اساتذہ سینئر طلبہ کی نگرانی کر رہے ہیں۔

(شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی جرمنی)

تحریر: مکرم کامران خان صاحب، ایم اے اسلامیات

جماعت احمدیہ کا شائع کردہ
پہلا جرمن ترجمۂ قرآن کریم

جماعت احمدیہ کا شائع کردہ جرمن ترجمہ قرآنِ کریم اپنی پہلی اشاعت 1954ء سے ہی نہایت مقبول ہے۔ ہر سال اس کے ہزاروں نسخے لوگ حاصل کرتے ہیں اور اس طرح سے یہ ترجمہ قرآن اسلام کی اصل تعلیم کو پھیلانے میں ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ مختلف زبانوں میں تراجم قرآنِ کریم کی اشاعت جماعت احمدیہ کا ایک خصوصی پروگرام ہے۔ جماعت میں ترجمہ قرآنِ کریم پر کام سب سے پہلے 1915ء میں شروع ہوا جب قرآنِ کریم کے کچھ پاروں کا انگریزی زبان میں ترجمہ شائع ہو کر منظر عام پر آیا جس سے انگریزی سمجھنے والوں کو مسلمانوں کی طرف سے تیار کیا گیا ترجمہ مہیا ہوا جو اسلام کی اصل تعلیم کی عکاسی کرتا تھا۔ اس سے پہلے زیادہ تر مستشرقین یا عیسائی پادریوں کے کئے گئے تراجم قرآنِ کریم پر ہی انحصار کیا جاتا تھا۔ تاہم مکمل انگریزی ترجمہ جسے حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے تیار کیا تھا بیسویں صدی کے وسط میں ہی شائع ہو سکا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جبکہ دوسری جنگ عظیم ابھی جاری تھی اور حالات کی وجہ سے جماعتی سرگرمیوں کو کافی حد تک محدود کرنا پڑا تھا۔ ہندوستان سے انگلستان تک سفر کا واحد ذریعہ یعنی سمندری سفر بھی تقریباً بند ہو چکا تھا۔ حکومتوں نے غیر ملکیوں کی آمد پر بھی بہت حد تک پابندی لگا دی تھی جس سے مبلّغین کا بیرونی ممالک میں بھجوانا بھی خاصا مشکل امر تھا۔ اس زمانہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر 1944ء میں اطلاع دی کہ جنگ عظیم عنقریب ختم ہو جائے گی۔ آپ کی خداداد بصیرت نے دیکھ لیا کہ اب تبلیغ اسلام کے لیے نئے مواقع پیدا ہوں گے جس کا ذکر آپ نے 20 جنوری 1944ء میں ایک خطاب میں کیا۔ آپ نے اس طرف توجہ دلائی کہ جماعت کو جنگ عظیم کے اختتام پر تبلیغ کے لیے کوششوں کو تیز کرتے ہوئے مختلف زبانوں میں تبلیغی لٹریچر تیار کرنا چاہیئے۔ آپ نے اہم زبانوں میں عربی، انگریزی، روسی، جرمن، فرانسیسی، اٹالین، ڈچ، سپینش اور پورتوگیز کو شامل کیا۔ حضورؓ نے اس طرف توجہ دلائی کہ ان زبانوں کا تبلیغی لٹریچر مبلّغین کے لیے مد ہو گا۔ اس لٹریچر میں سب سے اوّل قرآنِ کریم کے تراجم کی تیاری تھی۔ حضورؓ نے دوران خطاب یہ بھی فرمایا کہ انگریزی قرآنِ کریم کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے اور باقی سات زبانوں میں ترجمہ پر کام شروع کیا جا چکا ہے۔

(خطبات محمود جلد 24، صفحہ 600-601)

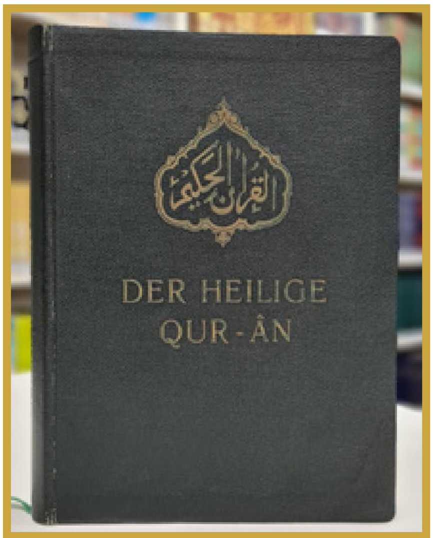

پہلے جرمن ترجمۃ القرآن کا سرورق

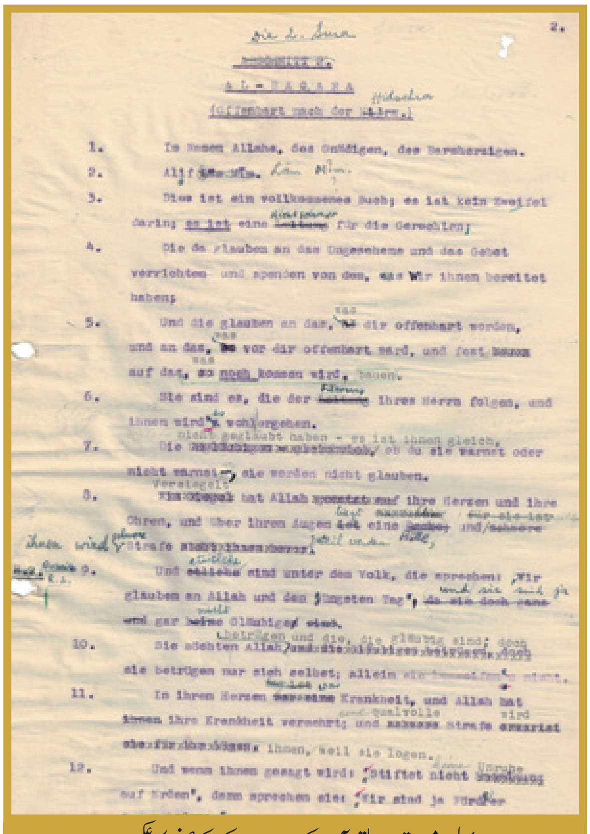

die 2. Sura

AL-BAQARA

(Offenbart nach der Hidschra.)

1. Im Namen Allahs, des Gnädigen, des Barmherzigen.
2. Alif Lâm Mîm.
3. Dies ist ein vollkommenes Buch; es ist kein Zweifel darin; es ist eine Richtschnur für die Gerechten;
4. Die da glauben an das Ungesehene und das Gebet verrichten und spenden von dem, was Wir ihnen bereitet haben;
5. Und die glauben an das, was dir offenbart worden, und an das, was vor dir offenbart ward, und fest auf das, was noch kommen wird, bauen.
6. Sie sind es, die der Führung ihres Herrn folgen, und ihnen wird es wohlergehen.
7. Die nicht geglaubt haben – es ist ihnen gleich, ob du sie warnst oder nicht warnst, sie werden nicht glauben.
8. Versiegelt hat Allah ihre Herzen und ihre Ohren, und über ihren Augen liegt eine Hülle; und ihnen wird eine schwere Strafe.
9. Und etliche sind unter dem Volk, die sprechen: „Wir glauben an Allah und den Jüngsten Tag", und sie sind gar nicht Gläubige.
10. Sie möchten Allah betrügen und die, die gläubig sind; doch sie betrügen nur sich selbst; allein sie begreifen es nicht.
11. In ihren Herzen war eine Krankheit, und Allah hat ihnen ihre Krankheit vermehrt; und qualvolle Strafe wird ihnen, weil sie logen.
12. Und wenn ihnen gesagt wird: „Stiftet nicht Unruhe auf Erden", dann sprechen sie: „Wir sind ja Förderer

پہلے جرمن ترجمۃ القرآن کے مسودے کے ایک صفحہ کا عکس، اس کا مکمل مسودہ مسجد محمود زیورخ میں محفوظ ہے

ان خطبات سے ہمیں یہ بھی علم ہوتا ہے کہ جرمن ترجمہ قرآن کی تیاری 1944ء میں ہی شروع ہو چکی تھی۔ اکتوبر 1944ء تک تین پاروں کا ترجمہ مکمل ہو چکا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مزید یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان تراجم کی اشاعت کا خرچ مختلف لوگ برداشت کریں۔ اٹیلین ترجمہ کی اشاعت کا تمام خرچ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ادا ہوا۔ اسی طرح لجنہ اماءاللہ کو ہدایت دی کہ وہ جرمن ترجمہ کی اشاعت کا تمام خرچ برداشت کریں جیسا کہ وہ اس سے پہلے 1923ء میں برلن مسجد کی تعمیر میں مالی قربانی میں پیش پیش رہی تھیں۔

قرآنِ کریم کا جرمن ترجمہ سب سے پہلے Berlitz کمپنی نے حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ کی نگرانی میں تیار کیا۔ اُس زمانہ میں جرمن زبان سے اچھی واقفیت رکھنے والے لوگ جماعت میں موجود نہ تھے۔ Berlitz نے جرمن ترجمہ کا مسوّدہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ کو سامنے رکھتے ہوئے تیار کیا۔ 1946ء میں یہ مسوّدہ محترم شیخ ناصر احمد صاحب مرحوم کو دیا گیا جنھیں جنگِ عظیم کے بعد جرمنی کے لیے مبلغ مقرر کیا گیا تھا مگر جرمنی جانے کی اجازت نہ ملنے پر سوئٹزرلینڈ سے جرمنی میں تبلیغ کا کام کر رہے تھے۔ یہاں پر ہی انہوں نے جرمن ترجمہ پر نظرثانی کا کام شروع کیا۔ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ Berlitz کے ترجمہ میں کافی اغلاط موجود تھیں کیونکہ اس وقت اصل عربی متن کی بجائے صرف انگریزی ترجمہ کو ہی مدنظر رکھا گیا تھا۔ شروع میں محترم شیخ ناصر احمد صاحب کو خود بھی جرمن زبان پر پوری طرح عبور حاصل نہ تھا جس وجہ سے جرمن ترجمہ کی اشاعت میں زیادہ وقت لگا۔ ترجمہ کی نظرثانی دو مراحل میں کی گئی، سب سے پہلے شیخ صاحب نے جرمن ترجمہ کا اصل عربی متن سے موازنہ کیا۔ دوسرے مرحلے میں جرمن متن کی تصحیح کی گئی۔ شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ اس کام میں ایک جرمن دوست ان کی مدد کرتے رہے مگر ان کے نام کا ذکر نہیں ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ محترم شیخ صاحب کو بھی جرمن زبان پر اچھا عبور حاصل ہو گیا تو انہوں نے اب تک کئے گئے ترجمہ میں مزید بہتری کی گنجائش محسوس کی۔ پھر انہوں نے ایک صحافی کے ساتھ مل کر ترجمہ کا ایک مرتبہ پھر جائزہ لیا۔ 1953ء میں زبان اور مضمون کی صحت کی غرض سے کم از کم چار مرتبہ بنظر غائر دیکھا گیا تا کسی قسم کی غلطی کا امکان نہ رہے۔ اس کے بعد آخری بار مسوّدہ ایک جرمن مستشرق کو دیا گیا، جس نے بعض جگہوں پر مزید اصلاح کی اور ان امور کو بھی ترجمہ میں شامل کیا گیا۔ اس لمبے عمل کے بعد 1954ء میں جرمن ترجمہ قرآنِ کریم جماعتی اشاعتی ادارہ ORPCO اور مشہور جرمن اشاعتی ادارہ Harrassowitz Verlag کے اشتراک سے شائع ہوا۔

(الفضل 10 جون 1954ء)

جماعت کا جرمن ترجمہ قرآن جنگ عظیم دوم کے بعد مسلمانوں کی طرف سے شائع ہونے والا پہلا ترجمہ تھا اور اسی زمانے سے آج تک جرمن زبان کے مقبول ترین تراجم قرآنِ کریم میں اس کا شمار ہوتا ہے اور ہر سال ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے۔ اس طرح حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کی وہ رؤیا بھی پوری ہوتی ہے جس میں انہوں نے دیکھا کہ ایک اچھی جلد والا قرآنِ کریم جرمنی میں پیش کریں گے جسے مقبولیت حاصل ہو گی۔

گلے کا تعویذ اسے بناؤ، ہمیں یہی حکمِ مصطفٰی ہے

گناہ گاروں کے دردِ دل کی بس اک قرآن ہی دوا ہے
یہی ہے خضر رہِ طریقت یہی ہے ساغر جو حق نما ہے

ہر اک مخالف کے زور و طاقت کو توڑنے کا یہی ہے حربہ
یہی ہے تلوار جس سے ہر ایک دیں کا بدخواہ کانپتا ہے

تمام دنیا میں تھا اندھیرا کیا تھا ظلمت نے یاں بسیرا
ہوا ہے جس سے جہان روشن وہ معرفت کا یہی دیا ہے

نگاہ جن کی زمین پر تھی نہ آسماں کی جنھیں خبر تھی
خدا سے اُن کو بھی جا ملایا دکھائی ایسی رہِ ھدیٰ ہے

بھٹکتے پھرتے ہیں راہ سے جو، انہیں یہ ہے یار سے ملاتا
جواں کے واسطے یہ خضر رہ ہے، تو پیر کے واسطے عصا ہے

مصیبتوں سے نکالتا ہے بلاؤں کو سر سے ٹالتا ہے
گلے کا تعویذ اسے بناؤ، ہمیں یہی حکمِ مصطفٰی ہے

یہ ایک دریائے معرفت ہے لگائے اس میں جو ایک غوطہ
تو اس کی نظروں میں ساری دنیا فریب ہے جھوٹ ہے دغا ہے

مگر مسلمانوں پر ہے حیرت جنھوں نے پائی ہے ایسی نعمت
دلوں پہ چھائی ہے پھر بھی غفلت نہ یادِ عقبٰی ہے نے خدا ہے

سو ساری باتیں ہوئی ہیں پوری نہیں کوئی بھی رہی ادھوری
دلوں میں اب بھی رہے جو دُوری تو اس میں اپنا قصور کیا ہے

خدا نے لاکھوں نشاں دکھائے، نہ پھر بھی ایمان لوگ لائے
عذاب کے منتظر ہیں ہائے، نہیں جو بدبختی یہ تو کیا ہے

نہیں ہے محمودؔ فکر اس کا، کہ یہ اثر کس قدر کرے گا
سخن کہ جو دل سے ہے نکلتا، وہ دل میں ہی جا کے بیٹھتا ہے

(اخبار بدر۔ جلد 6۔ 21 فروری 1907ء، کلامِ محمود صفحہ 25)

جرمن ترجمہ قرآن پر تبصرے

(تحقیق: مکرم شیخ عبدالحنان صاحب، ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی)

جرمن ترجمہ قرآن کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون اخبار احمدیہ جرمنی کے اگست 2021ء کے شمارے میں شائع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس موقع پر ان شائع شدہ تفصیلات سے قطعِ نظر اس ترجمہ قرآن کے بارے میں مختلف علماء اور ماہرین کے تبصرے ہدیہٴ قارئین کئے جاتے ہیں جو ہالینڈ، جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے مقامی اخبارات میں شائع ہوئے تھے۔ محترم چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ جرمنی کا کیا ہوا اردو تراجمہ وکالت تصنیف تحریکِ جدید ربوہ نے اخبار الفضل ربوہ میں شائع کرایا تھا۔

ان تبصروں سے اس ترجمہ کے مستند ہونے ساتھ ساتھ اس کی مقبولیت کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

Freies Volk Berlin

جرمنی کے ایک موٴقر جریدہ Freies Volk Berlin نے اپنی اشاعت موٴرخہ 30 اپریل 1954ء میں جو ریویو لکھا اس کا اردو ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

’’قرآنِ کریم مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے۔ اس کا ایک نیا جرمن ترجمہ حال ہی میں ہمارے پاس پہنچا ہے۔ یہ غیر معمولی سستا اور مختصر ایڈیشن ہے۔ ترجمہ کے ساتھ اصل عربی متن دیا گیا ہے جو اگرچہ ہمارے نزدیک عجیب مگر کتاب کی بنیادی خوبصورتی کا حامل ہے کہ قرآنِ کریم نہ صرف مسلمانوں کے لئے لائحہ تعلیم وعمل ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ اس سے مشرق قریب کے خیالات وافکار کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ محمد (ﷺ) کی کتاب مسلمانوں کے لیے صرف بنیادی لٹریچر ہی نہیں جیسا کہ بائبل کو سمجھا جاتا ہے۔ موجودہ ایڈیشن کے دیباچہ سے یہ امر روشن ہے کہ اس کے ناشرین، جماعت احمدیہ نے جو مسلمانوں کا ایک ممتاز فرقہ ہے اپنی توجہات کو تبلیغی امور پر مذکور کیا ہے۔ ہمارے نزدیک اسلام اور عیسائیت کے اختلافات کو جو اس دیباچہ کا اصل موضوع ہیں، ایسے رنگ میں پیش کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے مذہب و کلچر کو اچھی طرح نہیں سمجھا گیا جس کے باعث بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ بایں ہمہ بعض اعتراضات جو عیسائیت کی موجودہ حالت کے باعث اٹھائے گئے ہیں کسی حد تک حقیقت پر مبنی ہیں۔ لیکن قابلِ تسلیم دلائل کی تعداد بہت محدود ہے کیونکہ اکثر دلائل کی بنیاد عیسائیت کی تنقیص پر ہے جنہیں ناقابلِ تردید رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یا ان کے استدلال کی خامی تاریخی واقعات سے لاعلمی کے باعث عیاں ہے۔ جماعت احمدیہ کے اس دعوے کے باوجود کہ وہ تبلیغی میدان میں امن و رواداری کی علمبردار ہے، ان کی کتاب اور اس کے رویہ کو دیکھ کر ہم اس اظہارِ یقین میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ یہ بہت کم رواداری کی حامل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رواداری اسلام سے بھی اتنی ہی بعید ہے جتنی کہ انتہائی متعصب کیتھولک عیسائیوں سے (نقل مطابق اصل)

اس مفہوم کے مطابق دیباچہ اور قرآنِ کریم ایسی نشاندہی کرتے ہیں جو مغرب اور اسلامی دنیا کو ایک دوسرے کے مسائل کے سمجھنے میں مدد ہو سکتی ہے اور ہمیں مشرق و مغرب کے بنیادی اور مختلف نظریاتِ حیات اور ان کے نتیجہ میں پیدا شدہ سیاسی اور ثقافتی تاریخ کا پتہ دیتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل لاہور 04 ستمبر 1954ء صفحہ 2)

National Zeitung Basel

سوئٹزرلینڈ کے شمالی شہر Basel کے اخبار National Zeitung نے اپنی اشاعت 22 مئی 1954ء میں مندرجہ ذیل تبصرہ شائع کیا ہے۔

’’جھوٹے نبی محمد (ﷺ) کے قلعوں کو مسمار کردو‘‘ پچاس سال سے ہم یہ الفاظ سنتے آئے ہیں۔ ہر اتوار کی صبح مارٹن چرچ کے منبر سے ہمارا بوڑھا پادری ایکلن ترکیہ کی مذہبی جنگوں کے واقعات پڑھ کر سناتا ہے آج تک اس طریق عبادت کا جواب کسی گوشہ سے نہیں آیا تھا۔ لیکن اب ہیمبرگ سے لے کر زیورخ تک۔ اسلامی فرقہ جماعت احمدیہ کے امام نے اپنی خلافت کا سکہ منوایا ہے۔ آپ کا آخری معرکہ دو زبانوں عربی اور جرمن میں مسلمانوں کی کتاب مقدس کی اشاعت ہے۔ جس کی صحت کے اقرار کی ذمہ وار Harrassowitz فرم ہے۔ عمدہ طباعت اور عام فہم زبان کے ساتھ یہ ہلکی پھلکی کتاب ہر عربی دان یا عربی زبان کے طالبعلم کے لئے بیش قیمت تحفہ ہے۔ یہ کتاب ان خطبات کا مجموعہ ہے جن کے ذریعہ حضرت محمدؐ (ﷺ) نے مکہ اور مدینہ کے لوگوں کو خطاب اور جس کی تدوین و ترتیب آپ کے ایک معتمد کے ہاتھوں ہوئی۔ یہ کتاب 114 حصوں یا سورتوں پر مشتمل ہے۔ جو ایک دوسرے کے بعد مقدار کے مطابق ترتیب دی گئی ہیں۔ سورۃ فاتحہ کے علاوہ جو ’’ہمارے باپ‘‘ کی دعا کے مطابق معلوم ہوتی ہے، باقی سورتوں میں سے لمبی سورتوں کو پہلے اور چھوٹی کو بعد میں دکھایا گیا ہے۔ ہر سورت کا نام کسی ایسے لفظ پر رکھا گیا ہے جسے اس سورۃ میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

قرآنِ کریم کے متعلق گوئٹے یوں رقمطراز ہے:

''بے ضرورت تکرار اور بار بار کے احکام جو اس پاک کتاب کی تشکیل کی بنیاد ہیں۔اس کثرت سے مشاہدہ میں آتے ہیں کہ جونہی ہم اس کتاب کا مطالعہ کرتے جاتے ہیں ہمیں مایوسی ہوتی جاتی ہے۔لیکن آہستہ آہستہ یہ کتاب ہمارے دل پر اثر کرتی، حیرانی میں ڈالتی اور بالآخر ہماری دلی عقیدت کو کھینچنے میں کامیاب ہوجاتی ہے۔اس وقت کوئی ایسا خطرہ تو محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کتاب بائیبل پر کامیابی حاصل کر کے دوکانداروں کے ہاں اس کا مقام حاصل کر لے گی لیکن عیسائیت اور یہودیت کے متعلق مصنفین کے تنقیدی تبصروں کے باعث اس جانب سے مذہبی اختلافات کی خلیج وسیع ہونے کی توقع ضرور ہے''۔

دیباچہ سے ہمیں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا بھی علم حاصل ہوتا ہے۔ جسے پہلے تو ایک ہندوستانی تحریک کا مقام حاصل تھا۔لیکن اب ان کے مشن بیس سے زیادہ ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔اسی دیباچہ سے ہمیں یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ اس جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد (1835-1908) اور آپ کے موجودہ جانشین آپ کے فرزند مرزا محمود احمد ''خلیفۃ المسیح الثانیؓ'' ہیں۔

مشن کے انچارج اپنے ایک تعارفی خط میں ہمیں اطلاع دیتے ہیں کہ وہ قرآنِ کریم کا ایک نسخہ پریذیڈنٹ آف سویز کانفیڈریشن کی خدمت میں پیش کرنے والے ہیں۔ان کے نزدیک جرمن زبان میں قرآنِ کریم کا یہ پہلا جامع ترجمہ ہے۔ ''جامعیت'' کی بحث سے گریز کرتے ہوئے ہم یہ ذکر کرنا پسند کریں گے کہ 1828ء میں مسٹر ویلز (Wales) نے اور 1901ء میں مسٹر ہیننگ (Hanning) نے بھی قرآنِ کریم کا ترجمہ کیا تھا۔

(روزنامہ الفضل لاہور 07 ستمبر 1954ء صفحہ 5)

Geopolitik

جرمن ترجمۃ القرآن پر جرمنی کے ایک مشہور علمی و ادبی ماہوار رسالہ Geopolitik کے اگست 1954ء کے نمبر میں انڈونیشیا میں جرمنی کے سفیر Dr.Otto von Hentig کے قلم سے ریویو شائع ہوا ہے۔اس کا اردو ترجمہ محترم چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ جرمنی نے فرمایا ہے۔جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔

دوسری جنگِ عظیم کے خاتمہ کے بعد سے قرآن کریم کے مستند جرمن ترجمہ کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی رہی ہے۔جرمنی کے Near اور Middle Eastern ممالک سے دوبارہ تعلقات کے قیام کی وجہ سے جرمن پبلک میں قرآنِ کریم کے مطالعہ کا شوق بڑھ رہا ہے۔احمدیہ جماعت کے زیورک اور ہیمبرگ کے مشنوں نے Oriential and Religions Publicashing Corporation LTD,Rabwah (Pakistan) کی طرف سے قرآنِ کریم کے مستند جرمن ترجمہ کی کمی کو پورا کرنے کی سعی کی ہے۔قرآنِ کریم کا یہ ترجمہ صاف ستھرے باریک کاغذ پر ہالینڈ میں چھپا ہے اور اس کے دائیں طرف اصل عربی متن محنت اور پوری احتیاط کے ساتھ ایک ماہر تحریر کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اور اپنی تحریر کی خوبی کی وجہ سے اس ترجمہ کو کتابی متاع (Precionsness) کا موجب بناتی ہے۔جرمن ترجمہ ہر صفحہ پر بائیں طرف درج کیا گیا ہے۔ہر سورت کے شروع میں سورت کا عربی نام اور اس کے نزول کا مقام (مکہ یا مدینہ) آیت کا نمبر اور رکوع درج کیا گیا ہے۔قرآنِ کریم کے دو زبانوں کے متنوں (جنہیں 629 صفحات میں مکمل کیا گیا ہے) اسے پہلے مفصّل دیباچہ دو حصوں میں درج کیا گیا ہے۔اس دیباچہ کے مصنف جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ ہیں۔ دیباچہ کے پہلے حصہ میں قرآنی تعلیمات کا دوسرے بڑے بڑے مذاہب، عیسائیت، یہودیت اور ہندوازم کی تعلیمات سے موازنہ کیا گیا ہے۔دوسرے حصہ میں جمع القرآن اور اس کے نزول کی تفاصیل کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیمات کی خصوصیات پر بحث کی گئی ہے۔قرآنِ کریم کے اس جرمن ترجمہ کے متعلق ناشرین نے لکھا ہے کہ وہ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ ترجمہ بہترین ہے۔ Orthodox علماء کی رائے کے مطابق قرآنِ کریم کا ترجمہ دوسری زبانوں میں محال ہے۔اس بارہ میں تمام کوششیں تفسیر قرار دی جاسکتی ہیں۔ Orthodox مسلمانوں کے لیے یقیناً اس ترجمہ کے متعلق کہیں کہیں اعتراض کی گنجائش ہوگی۔لیکن چونکہ اس ترجمہ کو اصل عربی متن کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔اس لیے اس کو شائع کرنے والوں نے اس احتیاط اور یقین کا سامان بہم پہنچا دیا ہے۔کہ اس کو پڑھنے والے اسلام کی صحیح تصویر حاصل کرسکیں گے۔قرآنِ کریم کی مستند اور مشہور علماء کے ہاتھ سے لکھی ہوئی مختلف تفاسیر اس بات کو واضح طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ قرآنِ کریم کا ایسا ترجمہ شائع کرنا جو سب کی رائے میں درست ہو کتنا مشکل کام ہے۔اس ترجمہ کے نئے ایڈیشن کے متعلق اس امر کا اہتمام غالباً مناسب ہوگا۔کہ ہر سورۃ کا جرمن ترجمہ بھی درج کیا جائے اور مختصر طور پر یہ بھی واضح کیا جائے کہ یہ نام کیوں تجویز کیا گیا ہے۔جرمن پبلک کے لیے یہ بھی ضروری ہوگا کہ مشکل اور اہم آیات کا مطلب تفصیلی Foot notes کی صورت میں درج کیا جائے۔

(روزنامہ الفضل لاہور 15 اکتوبر 1954ء صفحہ 4)

Bibel und Liturgie

آسٹریا کے ایک مؤقر جریدہ Bibel und Liturgie نے اگست و ستمبر 1954ء کے شمارہ میں قرآنِ کریم کے جرمن ترجمہ پر مندرجہ ذیل ریویو کیا ہے۔

قرآنِ کریم کا نیا شائع کردہ ترجمہ عربی زبان اور اُس کے لٹریچر کو سمجھنے میں کافی مدد دینے کا موجب ہوگا۔آسٹریا میں الٰہیات اور مشرقی علوم کے طالب علموں کو جو عربی میں ڈاکٹری کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ادب عربی میں مہارت پیدا کرنے کے لیے اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

(روزنامہ الفضل لاہور 14 دسمبر 1954ء صفحہ 5)

(جاری ہے)

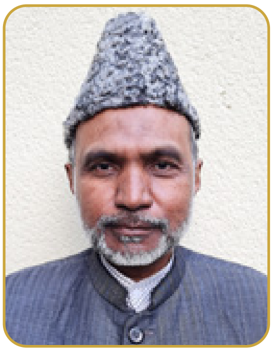

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

خشوع و خضوع سے بھری نمازیں

مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب مربی سلسلہ
انچارج رشین ڈیسک جرمنی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کا شناختی نشان نماز کو قرار دیا ہے، فرمایا:

’’تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤگے‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 9 صفحہ 45)

حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا ہے:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارکان دین میں سب سے زیادہ زور نماز پر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ نمازیں سنوار کر پڑھا کرو‘‘۔ (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 126)

اِس معیار کو سب سے عمدگی اور بلندی سے حاصل کرنے والے خود حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ آپؑ کی ابتدائی زندگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کی دلچسپیوں کا واحد محور اور مرکز نماز اور مسجد تھی۔ اگر خدا تعالیٰ آپؑ کو اس گوشہ گمنامی سے نکال کر توحید کا پرچم بلند کرنے کا حکم نہ دیتا تو آپؑ اسی طرح ساری عمر گزار دیتے۔ دعویٰ ماموریت کے بعد تو آپؑ نے قیام نماز اور عبودیتِ الٰہی کے ایسے نمونے دکھائے جو رہتی دنیا تک مشعل راہ رہیں گے۔ آیئے! خشوع و خضوع سے معمور آپؑ کی نمازوں کے کچھ نظاروں سے اپنے ایمانوں کو گرمائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو شروع سے آخری سانس تک نماز کے ساتھ گہرا تعلق رہا۔ آپؑ کے سوانح میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ جب آپؑ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اُس وقت آپؑ اپنی ہم عمر رشتہ دار لڑکی سے (جو بعد کو آپؑ سے بیاہی گئی) فرمایا کرتے تھے کہ دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔ یہ فقرہ بظاہر نہایت مختصر ہے مگر اس سے عشقِ الٰہی کی اس کیفیت کا پتہ چلتا ہے جو شروع سے ہی آپؑ کے قلب صافی پر طاری تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے انہی رجحانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے کہ:

اَلْمَسْجِدُ مَکَانِی وَالصَّالِحُوْنَ اِخْوَانِیْ
وَذِکْرُ اللّٰہِ مَالِیْ وَ خَلْقُ اللّٰہِ عَیَالِیْ

یعنی مسجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی، یاد الٰہی میری دولت اور مخلوق خدا میرا اعیال اور خاندان ہے۔
(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 53)

پنڈت دیوی رام صاحب جو 1875ء میں نائب مدرس ہوکر قادیان آئے، حضورؑ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"آپ کی عمر اُس وقت 25،30 سال کے درمیان تھی۔ مرزا صاحب پانچ وقت نماز کے عادی تھے۔ روزہ رکھنے کے عادی تھے اور خوش اخلاق، متقی اور پرہیز گار تھے۔" (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 179)

اُس دَور میں آپؑ نے حافظ معین الدین صاحبؓ کو اپنے خرچ پر محض اس مقصد کے لئے اپنے پاس رکھا کہ ان کے ساتھ مل کر نماز باجماعت ادا کرلیا کریں گے۔ اس وقت حافظ صاحب نے یہ سمجھ کر کہ شاید مجھے کوئی کام کرنا پڑے، عرض کیا کہ مجھ سے کوئی کام تو ہونہیں سکے گا کیونکہ میں معذور ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حافظ! کام تم نے کیا کرنا ہے۔ اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے۔

اس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوش عبادت کا بھی پتہ لگتا ہے جو باجماعت نماز کا آپ کے دل میں تھا۔

(اصحاب احمد جلد 13 صفحہ 288-287)

اس وقت آپؑ کی سیر وتفریح بھی مسجد سے وابستہ تھی۔ عموماً مسجد میں ہی ٹہلتے رہتے اور محو ہوکر اتنا ٹہلتے کہ جس زمین پر ٹہلتے وہ دب دب کر باقی زمین سے متمیّز ہوجاتی۔

(سیرت مسیح موعود از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ص 69)

عبادت الٰہی سے متعلق حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ آف لنگروال کی چشم دید شہادت ہے کہ:

''قریباً 1872ء کا ذکر ہے میں چھوٹا تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب وغیرہ میرے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ میں عام طور پر حضرت مرزا صاحب کے والد صاحب کے گھر بوجہ رشتہ داری آتا جاتا تھا...... مگر حضرت مرزا صاحب کی گوشہ نشینی کی وجہ سے میں یہی سمجھتا تھا کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا ایک ہی لڑکا غلام قادر ہے۔ مگر مسجد میں مَیں مرزا صاحب کو بھی دیکھتا... ایک دن میں نے دیکھا... کہ آپ نماز پڑھ کر گھر تشریف لے جارہے ہیں... میں بھی جلدی سے اُٹھ کر آپ کی طرف گیا... اس کے بعد مجھے آپ کی واقفیت ہوگئی۔ آپ ایک بالاخانہ پر عبادت میں مصروف رہتے تھے... اس کے بعد آپ سے مجھے اُنس ہوگیا... میں آپ کے پاس ہی رہتا تھا اور اُسی کمرہ میں سوتا تھا... آپ مسجد میں فرض نماز ادا کرتے۔ سنّتیں اور نوافل مکان پر ہی ادا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ سوجاتے تھے اور نصف رات کے بعد آپ جاگ پڑتے اور نفل ادا کرتے... فجر کی اذان کے وقت آپ پانی کے ہلکے ہلکے چھینٹوں سے مجھے جگاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دریافت کیا کہ حضور مجھے ویسے ہی کیوں نہیں جگادیتے۔ آپ نے فرمایا حضور رسول کریم ﷺ کا یہی طریق تھا اس سنّت پر میں کام کرتا ہوں تا کہ جاگنے میں تکلیف محسوس نہ ہو۔ نماز فجر کے بعد آپ واپس آکر کچھ عرصہ سوجاتے تھے کیونکہ رات کا اکثر حصّہ عبادتِ الٰہی میں گزرتا تھا۔ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 121-120)

حضرت مسیح موعودؑ کو بار ہا مختلف مصالح کے لیے سفر کرنے پڑے مگر ان میں بھی آپ نماز کا بھرپور اہتمام کرتے۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے بیان کیا کہ:

''حضرت مسیح موعودؑ کے ملازم غفّار کا کام اتنا ہی تھا کہ جب آپ مقدّمات کے لئے سفر کرتے تو وہ ساتھ ہوتا اور لوٹا اور مصلّی اس کے پاس ہوتا۔ ان دنوں آپ کا معمول یہ تھا کہ رات کو بہت کم سوتے اور اکثر حصہ جاگتے اور رات بھر نہایت رقّت آمیز لہجہ میں گنگناتے رہتے''۔

(شمائل احمد صفحہ 28)

آپؑ کے یہ سفر مقدمات کے لئے بھی ہوتے اور مقدمات خواہ کتنے پیچیدہ، اہم اور آپ کی ذات یا خاندان کے لئے دور رَس نتائج کے حامل ہوتے، آپ نماز کی ادائیگی کو ہرصورت میں مقدّم رکھتے تھے اور کبھی نماز ضائع نہیں ہونے دی۔ عین کچہری میں نماز کا وقت آتا تو اس کمال محویت اور ذوق شوق سے مصروف نماز ہوجاتے کہ گویا آپ صرف نماز پڑھنے کے لئے آئے ہیں، کوئی اور کام آپ کے مدّنظر نہیں ہے۔ بسااوقات ایسا ہوتا کہ آپ خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے عجزو نیاز کر رہے ہوتے اور مقدمہ میں طلبی ہوجاتی مگر آپ کے استغراق، توکّل علی اللہ اور حضورِ قلب کا یہ عالم تھا کہ جب تک مولائے حقیقی کے آستانہ پر جی بھر کر الحاح وزاری نہ کرلیتے اس کے دربار سے واپسی کا خیال تک نہ لاتے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

''مَیں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ نماز کا وقت ہوگیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی مگر میں نماز میں تھا۔ فریق ثانی پیش ہوگیا اور اس نے یک طرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا۔ مگر عدالت نے پروا نہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کردیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ مَیں جب نماز سے فارغ ہوکر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہو۔ مگر جب میں حاضر ہوا اور مَیں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں''۔

(حیات احمد صفحہ 74)

عدالت سے غیر حاضری کے باوجود آپ کے حق میں فیصلہ ہوجانا ایک بھاری الٰہی نشان تھا جو آپ کے کمال درجہ انقطاع وابتہال کے نتیجہ میں نمودار ہوا۔

گورداسپور میں 21 جولائی 1904ء کی ایک مبارک تقریب میں ایسی ہی ایک نماز کا وجد آفرین اور روح پرور منظر حضرت منشی محمد افضل صاحبؓ مدیر "البدر" نے کچھ اس طرح رقم کیا:

''ایک بجے کا وقت تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے چند ایک موجودہ خدام کو ارشاد فرمایا کہ نماز پڑھ لی جاوے۔ سب نے وضو کیا۔ نماز کے لئے چٹائیاں بچھیں۔ حاضرین منتظر تھے کہ حسب دستور سابقہ حضور کسی حواری کو امامت کے لئے ارشاد فرماویں گے کہ اسی اثناء میں آگے بڑھے۔ اور اقامت کہے جانے کے بعد آپ نے نماز ظہر اور عصر قصر اور جمع کرکے پڑھائیں۔ حضور کو امام اور خود کو مقتدی پاکر حاضرین کے دل باغ باغ تھے۔ ان مقتدیوں میں کئی ایسے احباب تھے۔ جن کی ایک عرصہ سے آرزو تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نماز میں خود امام ہوں اور ہم مقتدی۔ ان کی امید آج برآئی اور مجھ پر بھی یہ راز کھلا کہ امام نماز

کی جس قدر توجہ الی اللہ زیادہ ہوتی ہے اسی قدر جذب قلوب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چونکہ خدا کے فضل سے اس مبارک نماز میں مَیں خود بھی شریک تھا۔ اس لئے دیکھا گیا کہ بے اختیار دلوں پر عاجزی اور فروتنی اور حقیقی عجز وانکسار غالب آتا جاتا تھا۔ اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف کھچا جاتا تھا۔ اور اندر سے ایک آواز آتی تھی کہ دعا مانگو۔ قلب رقیق ہوکر پانی کی طرح بہہ بہہ جاتا تھا۔ اور اس پانی کو آنکھوں کے سوا کوئی راستہ نکلنے کا نہ ملتا تھا اور اس مبارک وقت کے ہاتھ آنے پر شکریہ الٰہی میں دل ہرگز گوارا نہ کرتا تھا کہ سجدہ سے سر اُٹھایا جاوے۔ غرضیکہ عجیب کیفیت تھی۔ اور ایک متقی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے سے جو بخششیں اور رحمت از روئے حدیث شریف مقتدیوں کے شامل حال ہوتی ہیں۔ ان کا ثبوت دست بدست مل رہا تھا۔

(البدر 24 جولائی 1904ء)

حضرت اماں جانؓ بیان کرتی ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں اِنَّمَآ اَشۡكُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 68)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ لوگوں پر اپنے جذبات کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ مَیں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نماز باجماعت میں یا لوگوں کے سامنے کسی نماز میں اپنے خشوع وخضوع کو اس حد تک ظاہر کریں کہ آپؑ کے آنسو ٹپکنے لگیں یا آپؑ کی گریہ کی آواز سنائی دے۔ ایک دفعہ سورج کو جب پورا گرہن لگا اور اس طرح رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی تو مسجد اقصیٰ قادیان میں نماز کسوف ادا کی گئی۔ امام نماز مولوی محمد احسن صاحبؓ مرحوم تھے انہوں نے سورۃ فاتحہ اور قرأت بالجہر پڑھی اور بعض دعائیں بالجہر بھی کیں جس سے اکثر نمازیوں پر حالت وجد طاری ہوئی۔ بہتیرے نماز میں رو رہے اور دعائیں کر رہے تھے۔ یا اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکر میں ان کے دل رقیق ہو رہے تھے کہ ہم رسولِ پاک ﷺ کی ایک پیش گوئی کو پورا ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رحم سے یہ توفیق عطا ہوئی کہ ہم اس سے فائدہ اٹھانے والے اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو قبول کرنے والے ہیں۔ غرض اکثر لوگ گریہ وبکا میں مصروف تھے مگر حضرت مسیح موعودؑ جو ہمارے ساتھ اُس نماز میں شامل تھے اور میں حضورؑ کے پہلو بہ پہلو کھڑا تھا، آپ کی کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور نہ جسم میں ایسی حرکات تھیں جو ایسی رِقت کی حالت میں بعض دفعہ انسان پر طاری ہوجاتی ہیں۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء صفحہ 5)

فرض نمازوں کے ساتھ نفل نمازوں کی بھی ایک خاص اہمیت ہے۔ حضرت اماں جانؓ حضرت مسیح موعودؑ کی نفل نمازوں کے متعلق بیان فرماتی ہیں کہ:

حضرت مسیح موعودؑ نماز پنجوقتہ کے سوا عام طور پر دو قسم کے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ ایک نماز اشراق (دو یا چار رکعت) جو آپ کبھی کبھی پڑھتے تھے اور دوسرے نماز تہجد (آٹھ رکعات) جو آپ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ سوائے اس کے کہ آپ زیادہ بیمار ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں بھی آپ تہجد کے وقت بستر پر لیٹے لیٹے ہی دعا مانگ لیتے تھے اور آخری عمر میں بوجہ کمزوری کے عموماً بیٹھ کر نماز تہجد ادا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 3)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں:

1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور مَیں نے تمام مہینہ حضرت صاحبؑ کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپؑ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کرکے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپؑ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے۔ اور رکوع اور سجود میں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 295)

حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ لنگروال آپ کی ایک اور نفل نماز کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

”جس دن آپ نے بٹالہ جانا ہوتا تو سفر سے پہلے آپ دو نفل پڑھ لیتے“۔ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 76)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ آپؑ کی خلوت کی عبادات اور دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپ خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ دعا کے لئے ایک مخصوص جگہ بنا لیا کرتے تھے۔ اور وہ بیت الدعا کہلاتا تھا۔ میں جہاں جہاں حضرت کے ساتھ گیا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے دعا کے لئے ایک الگ جگہ ضرور مخصوص فرمائی اور اپنے روزانہ پروگرام میں یہ بات ہمیشہ داخل رکھی ہے کہ ایک وقت دعا کے لئے الگ کر لیا۔ قادیان میں ابتداء میں تو آپؑ اپنے اُس چوبارہ میں ہی دعاؤں میں مصروف رہتے تھے جو آپؑ کے قیام کے لئے مخصوص تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کی مشیتِ ازلی نے بیت الذکر کو بھی عام عبادت گاہ بنا دیا اور تخلیہ میسّر نہ رہا تو آپؑ نے گھر میں ایک بیت الدعاء بنایا۔ جب زلزلہ آیا اور حضورؑ کچھ عرصہ کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی ایک چبوترہ اس غرض کیلئے تعمیر کرا لیا۔ گورداسپور مقدمات کے سلسلہ میں آپؑ کو کچھ عرصہ کے لئے رہنا پڑا تو وہاں بھی بیت الدعاء کا اہتمام تھا۔ غرض حضرتؑ کی زندگی کا یہ دستور العمل بہت نمایاں ہے کہ آپؑ دعا کے لئے ایک الگ جگہ رکھتے تھے۔ بلکہ آخر حصہ عمر میں تو آپؑ بعض اوقات فرماتے کہ بہت کچھ لکھا گیا اور ہر طرح اتمام حجت کیا۔ اب جی چاہتا ہے کہ میں صرف دعائیں کیا کروں۔ دعاؤں کے ساتھ آپؑ کو ایک خاص مناسبت تھی بلکہ دعائیں ہی آپؑ کی زندگی تھیں۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے آپؑ کی روح دعا کی طرف متوجّہ رہتی تھی۔ ہر مشکل کی کلید آپؑ دعا کو یقین کرتے تھے اور جماعت میں یہی جذبہ اور روح آپؑ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ دعاؤں کی عادت ڈالیں۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 504-505)

حضرت مسیح موعودؑ کے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ نمازوں میں آپ کے خشوع وخضوع وگریہ وزاری کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''تہجّد کے وقت حضورؑ ایسی آہستگی اور خاموشی سے اٹھتے کہ مجھے خبر نہ ہوتی۔ لیکن گاہے گاہے جب آپ کی آواز خشوع وخضوع کے سبب سے بے اختیار بلند ہوتی، مجھے خبر ہو جاتی اور مَیں شرمندہ ہو کر اُٹھتا... سجدہ کو بہت لمبا کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس گریہ وزاری میں آپؑ پگھل کر بہہ جائیں گے۔ (اصحاب احمد جلد 18 صفحہ 74)

''حضورؑ نماز میں اھدنا الصراط المستقیم کا بہت تکرار کرتے تھے اور سجدہ میں یا حی یا قیوم کا بہت تکرار کرتے۔ بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے''۔

(الفضل 3 جنوری 1931ء)

مائی حیات بی بی صاحبہ اپنے والد فضل دین صاحب مرحوم سے زمانہ سیالکوٹ کے بارے میں روایت کرتی ہیں:

''مرزا صاحب قرآنِ مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے''۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 93)

ضلع پونچھ کے رہنے والے حضرت میاں سانولا صاحبؓ اپنے علاج کی خاطر چند ماہ قادیان میں رہے، اس دوران حضورؑ جب مسجد مبارک میں رات کو نماز پڑھنے کے لئے آتے تو وہ بھی اسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپؑ گھنٹے دو گھنٹے نماز میں کھڑے رہتے جب سجدہ میں جاتے تو دو دو گھنٹے سجدہ میں پڑے رہتے اور سجدہ کے وقت ان سے ایسی آواز نکلتی جیسے ابلتی ہوئی ہانڈی سے نکلتی ہے۔ سجدے کی جگہ روتے روتے تر ہو جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر انہیں یقین آ گیا کہ یہ شخص سچا ہے۔ تب انہوں نے آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(تاریخ احمدیت کشمیر صفحہ 67)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ کی روایت کے مطابق نماز جنازہ عموماً حضورؑ خود پڑھاتے تھے۔ (اصحاب احمد جلد 9 صفحہ 193 تا 196) حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ نے اس بارہ میں ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا ہے:

''حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا صاحبزادہ فوت ہو گیا اور اس کے جنازہ میں بہت احباب شریک تھے کہ حضرت اقدسؑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بڑی دیر لگی۔ بعد سلام کے آپؑ نے تمام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اس وقت ہم نے اس لڑکے کی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھی بلکہ تم سب کی جو حاضر ہو اور ان کی جو ہمیں یاد آیا نماز جنازہ پڑھ دی ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ اب ہمارے جنازہ پڑھنے کی تو ضرورت نہیں رہی۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو ایسا موقع نہ ملے تو یہی نماز کافی ہو گئی ہے۔ اس پر تمام حاضرین احباب کو بڑی خوشی ہوئی اور حضرت مسیح موعودؑ...... کے الفاظ اور چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم سب آپؑ کے سامنے جنازہ ہیں اور یقیناً ہماری مغفرت ہو گئی اور ہم جنّت میں داخل ہو گئے۔ اور آپؑ کی دعا ہمارے حق میں مغفرت کی قبول ہو گئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ (تذکرۃ المہدی صفحہ 79)

حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ ہی ایک اور واقعے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اٹھارہ بیس برس کا ایک شخص نوجوان تھا وہ بیمار ہوا اور اس کو حضرت مسیح موعودؑ کے حضور کسی گاؤں سے لے آئے... چند روز بیمار رہ کر وفات پا گیا۔ صرف اس کی ضعیفہ والدہ ساتھ تھی۔ حضرت اقدسؑ نے حسبِ عادت شریفہ اس مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض کو بباعث لمبی لمبی دعاؤں کے نماز میں دیر لگنے کے چکر بھی آ گیا اور بعض گھبرا اُٹھے...... بعد سلام کے فرمایا کہ وہ شخص جس کے جنازہ کی ہم نے اس وقت نماز پڑھی اس کے لئے ہم نے اتنی دعائیں کی ہیں اور ہم نے دعاؤں میں بس نہیں کی جب تک اس کو بہشت میں داخل کرا کر چلتا پھرتا نہ دیکھ لیا۔ یہ شخص بخشا گیا۔ اس کو دفن کر دیا۔ رات کو اس کی والدہ ضعیفہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں بڑے آرام سے ٹہل رہا ہے اور اس نے کہا کہ حضرتؑ کی دعا سے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور جنّت میرا ٹھکانا کیا۔ گو کہ اس کی والدہ کو اس کی موت سے سخت صدمہ تھا لیکن اس مبشّر خواب کے دیکھتے ہی وہ ضعیفہ خوش ہو گئی اور تمام صدمہ اور رنج وغم بھول گئی۔

(تذکرۃ المہدی صفحہ 80-79)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ سفر جو نہایت چھوٹی عمر میں ''دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے'' سے شروع ہوا، کیسے اپنے کمال کو پہنچا حضرت مفتی صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

''آپ کا آخری کام بھی دنیا میں عبادتِ الٰہی ہی تھا۔ آپ کی وفات کے وقت مَیں حضورؑ کے قدموں میں حاضر تھا۔ جب تک آپؑ بول سکتے تھے۔ سوائے اس کے کوئی لفظ آپ کے منہ پر نہ تھا کہ اے میرے پیارے اللہ! اے میرے پیارے اللہ! آخری نصف شب اس حالت میں گزری۔ یہاں تک کہ گلے کی خشکی کے سبب بولنا دشوار ہو گیا۔ جب کمرے میں فجر کی کچھ روشنی آپ نے دیکھی تو فرمایا نماز! اس وقت یہ عاجز حضور کے پاؤں دبا رہا تھا اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفۃ المسیح نے جو سرہانے کے قریب بیٹھے تھے، یہ سمجھا مجھے فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا نماز پڑھ لو۔ انہوں نے عرض کی مَیں نماز پڑھ چکا ہوں۔ آپؑ نے دوبارہ فرمایا نماز! اور ہاتھ سینے پر باندھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ اس کے بعد حضور نے پھر کوئی کلمہ نہیں بولا۔ یہاں تک کہ آٹھ بجے کے قریب حضور کا وصال اپنے حقیقی معبود اور محبوب کے ساتھ ہو گیا۔ پس آپؑ کا آخری فعل بھی اس دنیا میں عبادت ہی تھا۔ خلوت میں بھی عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور جلوت میں بھی آپؑ عبادت الٰہی میں لگے رہتے تھے۔ آپؑ کا جینا بھی عبادتِ الٰہی میں تھا اور آپؑ کا فوت ہونا بھی عبادتِ الٰہی میں ہوا''۔

(الفضل 3 جنوری 1931ء)

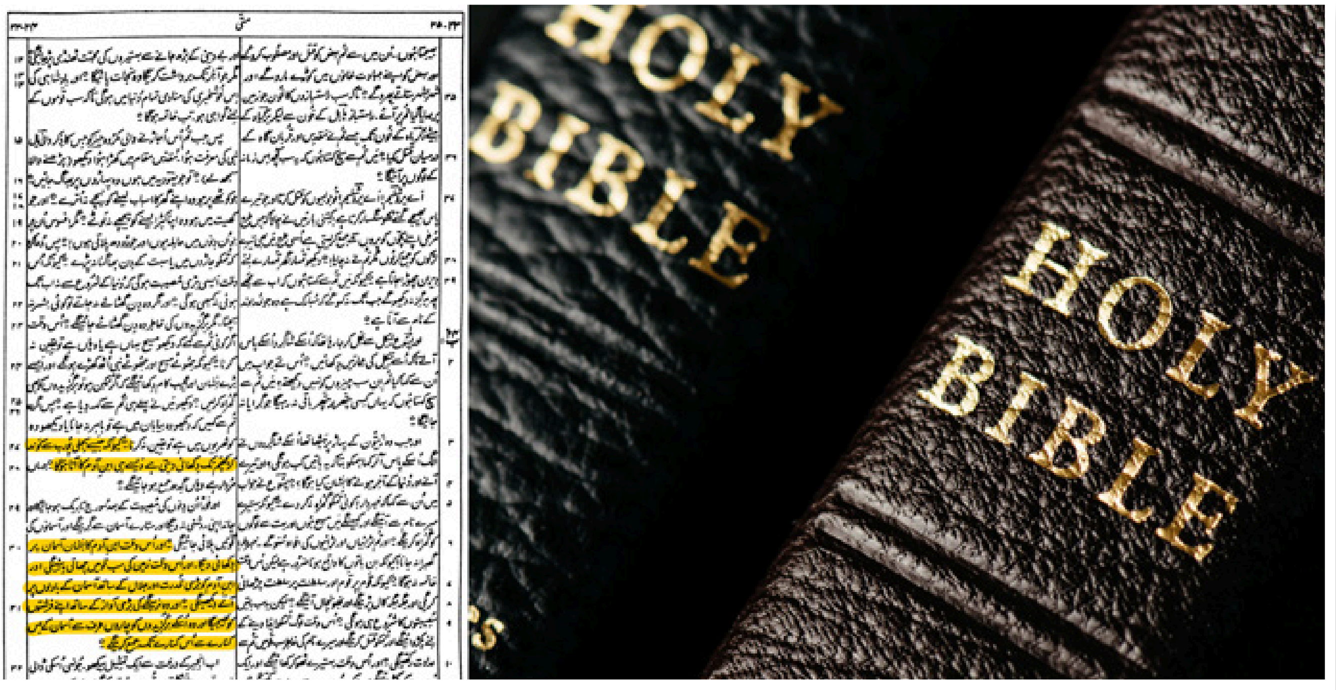

حضرت مسیحؑ کی آمدِ ثانی

بائبل کی روشنی میں

(مکرم ڈاکٹر عبدالرحمان بھٹہ صاحب)

بائبل میں حضرت مسیح کی آمدِ ثانی کا ذکر کئی مقامات پر ملتا ہے تاہم انجیل متی کے باب 24۔ انجیل مرقس کے باب 13 اور انجیل لوقا کے باب 21 میں اس کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ ان ابواب میں مسیح کی آمدِ ثانی سے متعلق بعض آسمانی اور زمینی علامات بھی بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً سورج تاریک ہو جائے گا۔ چاند روشنی نہ دے گا۔ ستارے گریں گے۔ سورج چاند کے ان نشانوں کا ذکر یوایل نبی کی کتاب کے باب دو اور مکاشفہ کے باب چھ میں بھی ہے۔ زمینی علامات میں قوموں کی آپس کی جنگیں، زلزلے، طوفان اور وبائیں وغیرہ شامل ہیں۔ بائبل کے ان بیانات کی روشنی میں عیسائی دنیا صدیوں سے مسیح کی آمدِ ثانی کا انتظار بڑے خلوص اور ذوق وشوق سے کرتی آئی ہے۔ ذیل کی سطور میں ان نشانات پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی۔

1۔ بعض نشانات کا ظہور

اٹھارویں صدی کے آخر میں عیسائی حلقوں میں اس بات کا شدید احساس پیدا ہوگیا تھا کہ حضرت مسیح کی آمدِ ثانی قریب ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ 19 مئی 1780ء کو 'سورج کے تاریک اور چاند کے خون' ہو جانے کا نشان ظاہر ہوگیا تھا۔ اور یہ نشان سارے امریکہ میں دیکھا گیا تھا۔ لکھا ہے کہ صبح آٹھ بجے کے بعد سورج کی روشنی کم ہونے لگی تھی۔ مطلع صاف تھا اور چاند پورا تھا۔ آہستہ آہستہ اندھیرا چھاتا گیا حتیٰ کہ دوپہر کو ایسی تاریکی چھاگئی جیسے آدھی رات ہو۔ شام کو سورج کی ہلکی سی جھلک نظر آئی اور پھر غائب ہوگئی۔ رات کو چاند دھندلا اور خون کی طرح گہرا سرخی مائل دکھائی دیا[1]۔

جہاں تک 'ستاروں کے گرنے' کا تعلق ہے یہ نشان 13 نومبر 1833ء کو سارے امریکہ میں دیکھا گیا۔ آسمان پر ستاروں کے ٹوٹنے اور گرنے کا سلسلہ رات دو بجے کے قریب شروع ہوا اور دن چڑھنے تک جاری رہا۔ شمال، جنوب، مشرق مغرب۔ ہر طرف آسمان پر چمک دمک ہوتی رہی۔ عجب مسحور کن نظارہ تھا۔ اس کثرت سے ستارے گرتے رہے جیسے بارش ہو رہی ہو[2]۔ اس نشان کے بعد تو یہ تاثر عام تھا کہ مسیح کی آمدِ ثانی ایسی قریب ھے جیسے وہ دروازے پر ہوں۔

1.1 مسیح کا انتظار۔ 1844ء میں

1820ء کی دہائی میں جوزف ولف نامی ایک امریکن عیسائی منّاد نے یہ اعلان عام کیا کہ حضرت عیسیٰ کی آمدِ ثانی 1840ء کے قریب ہوگی۔ اس غرض کے لئے اس نے

1- The Great Controversy by Ellen G. White, p. 259f. Edition1977,

2- The Great Controversy by Ellen G. White page 282f

امریکہ کے علاوہ یورپ، ایشیا اور افریقہ کے کئی ممالک کا دورہ کیا۔ اس عالمی دورے کے پیشِ نظر اس کو ''مشنری آف دی ورلڈ'' کا خطاب دیا گیا۔ بعد میں اس نے لکھا کہ یمن۔ بخارا اور ایسے بہت سے دور دراز علاقوں میں اس نے عیسائیوں کو پہلے ہی 1840ء کے قریب حضرت مسیح کے نزول کا منتظر پایا تھا[3]۔

انہی ایام میں بائبل کے ایک امریکن مفکر ولیم ملر نے یہ نظریہ پیش کیا کہ کتاب ''دانیال'' کے ابواب 8 اور 9 میں حضرت مسیح کی آمدِثانی کا وقت مذکور ہے۔ اس نے ان ابواب میں بیان کردہ اعداد وشمار سے حساب کرکے یہ اعلان کیا کہ حضرت مسیح کا نزول 1844ء میں ہوگا۔ اس کو اپنی اس تحقیق پر بڑا فخر تھا اور پختہ یقین بھی۔ اس موضوع پر اس نے امریکہ اور یورپ میں تقاریر کرکے لاکھوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس خیال سے کہ وہ 'نزول مسیح' کا یہ ایمان افروز نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے عوام میں خوشی اور بیداری کی لہر دوڑ گئی اور وہ مسیح کے استقبال کی تیاریاں کرنے لگے۔ ہزاروں نے اپنے طور طریقے بدلے اور سیر وتفریح کے پروگرام چھوڑ کر گرجوں کا رُخ کیا۔

خدا خدا کرکے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور 1844ء کا سال آیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ سال گزر گیا اور کوئی آسمان سے نازل نہ ہوا۔ ہر طرف مایوسی، پریشانی اور گھبراہٹ پھیل گئی۔ مسٹر ولیم ملر اور اس کے رفقاء نے کئی ماہ کی سوچ بچار کے بعد یہ عُذر پیش کیا کہ ان کو پیشگوئی کے بعض الفاظ کے سمجھنے میں غلطی لگی تھی۔ اب سمجھ آئی ہے کہ مسیح کی آمد زمین پر مقدّر نہ تھی۔ اس کو آسمان پر ہی کسی مقام پر ہماری نجات کے سامان کرنے کے لئے جانا تھا[4]۔ اس مایوسی کے نتیجے میں مسیح کی آمدِثانی کے بارے میں عیسائی دنیا میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور آہستہ آہستہ ایسے فرقے وجود میں آگئے جو اب یہ کہتے پھرتے ہیں کہ مسیح اس دنیا میں جسمانی طور پر نہیں آئے گا بلکہ وہ آسمان سے ہی روحانی طور پر دنیا پر راج کر رہا ہے۔

3- The Great Controversy by Ellen G. White page 302,306

4- The Great Controversy by Ellen G. White Pages 276-283,298,347,360f.

جس تحدّی اور وضاحت کے ساتھ بائبل میں مسیح کے اس دنیا میں آنے کا ذکر ہے، جس کثرت اور تفصیل کے ساتھ اس کی آمدِثانی سے متعلق زمینی علامات اور حالات بیان کئے گئے ہیں اور جس خلوص اور یقین کے ساتھ صدیوں سے اس کا انتظار اس زمین پر ہوتا رہا ہے، اس کے بعد اس زمین پر مسیح کی آمد کا انکار عقل وفہم سے بالا ہے۔ اگر مسیح ان کو 'نظر' نہیں آیا تو یقیناً قصور ان کی اپنی بصیرت کا ہے نہ کہ ان کے صحائف کی پیشگوئیوں کا۔ یہود کو بھی اپنا مسیح 'نظر' نہیں آیا تھا اور ان کو بھی مایوسی ہوئی تھی۔ لیکن یہود اپنے مسیح کی آمد کے انکاری نہیں ہوئے اور آج تک اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ عیسائی تو یہود سے بھی بڑھ کر کوتہ بین اور بے بصیرت نکلے جو اس کی آمد کا ہی انکار کر بیٹھے ہیں۔

2۔ وہی غلطیاں جو یہود نے کی تھیں:

مسیح کی آمدِثانی کے بارے میں عیسائی دنیا نے وہی غلطیاں کی ہیں جو یہود نے مسیح کی آمد اوّل کے موقع پر کی تھیں۔ یہود کی سب سے بڑی غلطی تو ان کا یہ اصرار تھا کہ مسیح کی آمد سے پہلے ایلیا کو جسمانی طور پر آسمان سے نازل ہونا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح کی اس وضاحت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ ایلیا کے نزول سے مراد اس کا جسمانی نزول نہیں بلکہ کسی نبی کا ایلیا کی روحانی صفات کے ساتھ پیدا ہونا تھا۔ اور یہ کہ ایلیا کی آمدِثانی کی پیشگوئی یوحنا بن زکریا کی شکل میں پوری ہو چکی ہے[5]۔

یہود تو حضرت مسیح کے منکر تھے اس لئے انہوں نے ان کی وضاحت کو قبول نہ کیا۔ لیکن عیسائیوں کو تو ان کی وضاحت قبول کرنی چاہیے تھی اور یہود کی غلطی سے سبق حاصل کرنا چاہیے تھا۔ لیکن افسوس کہ عیسائیوں نے بھی وہیں ٹھوکر کھائی جہاں یہود نے کھائی تھی اور آمدِثانی میں مسیح کے آسمان سے جسمانی نزول کے ہی منتظر رہے اور جب مسیح آسمان سے نازل ہوتا دکھائی نہ دیا تو اس کی آمد سے ہی انکاری ہوگئے۔ حالانکہ جو وضاحت حضرت مسیح نے ایلیا کی آمدِثانی کے بارے میں دی تھی وہ خود ان کی اپنی آمدِثانی کے بارے میں بھی تورہنما تھی۔ ظاہر ہے کہ جس طرح یوحنا (یحییٰ) 'ایلیا کی روح اور قوت' کے ساتھ پیدا ہوا تھا اور اس کے وجود میں 'ایلیا کی آمدِ ثانی' کی پیشگوئی پوری ہوگئی تھی۔ اسی طرح کوئی شخص 'مسیح کی روح اور قوت' کے ساتھ پیدا ہوگا۔ اور اس کے وجود میں 'مسیح کی آمد ثانی' کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی[6]۔

5- (متی ابواب 11 اور 17، لوقا باب 1)

2.1 عیسائی علماء کی یہود پر تنقید

حضرت مسیح کی آمد اوّل کے وقت یہود نے جو غلطیاں کی تھیں عیسائی علماء ان کو خوب اُچھالتے ہیں۔ چنانچہ ایک عیسائی عالم لکھتے ہیں کہ:

''......اس زمانے کے یہود نے مسیح کی پیدائش۔ زندگی اور موت کے بارے میں پیشگوئیوں کو جزوی یا کلی طور پر غلط سمجھا۔ وہ ایک فاتح بادشاہ کے منتظر تھے جو رومن حکومت کا تختہ اُلٹ دے۔ یہودی قوم کی اکثریت ایسے وقت کی منتظر تھی جب داؤد کی نسل کا ایک حکمران راج کرے گا اور دنیا کی قوموں سے خراج وصول کرے گا''[7]۔

اسی طرح ایک اور عیسائی مفکر یہود کے علماء پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...انہوں نے (مسیح کے متعلق) پیشگوئیوں کا مطالعہ روحانی بصیرت کے بغیر کیا۔ اس طرح انہوں نے ان پیشگوئیوں کو نظر انداز کیا جو مسیح کی آمد اوّل میں اس کی تحقیر کی طرف اشارہ کرتی تھیں۔ اور ان پیشگوئیوں کو ان پر چسپاں کیا جو آمدِثانی کی شان وشوکت کا ذکر کرتی تھیں۔ تکبّر نے ان کی نظر کو دھندلا دیا تھا۔ انہوں نے پیشگوئیوں کی تعبیر اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق کی''[8]۔

مسیح کے حواریوں پر تنقید

ان عیسائی علماء نے صرف یہود کو ہی قصور وار نہیں ٹھہرایا بلکہ حضرت مسیح کے حواریوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

6- (لوقا۔ باب 1 آیت 17)

7- The life and teaching of Christ by Stanley Wood, Vol.1, Ed.1933, page 37

8- The Desire of Ages, by E. G. White, Ed.1974, p-28.

"... اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خدا رسیدہ افراد کے ذہن بھی عوامی خیالات، روایات اور غلط تعلیمات سے ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ وہ ان عظیم حقائق کو جزوی طور پر ہی سمجھ پاتے ہیں جو خدا نے اپنے کلام میں نازل کی ہوتی ہیں۔ مسیح کے حواریوں کا بھی یہی حال تھا جب ان کا نجات دہندہ جسمانی طور پر ان کے درمیان موجود تھا۔ ان کے ذہن اس عوامی تصوّر سے سرشار تھے کہ مسیح ایک دنیاوی شہزادہ ہو گا جو اسرائیل کو ایک عالمگیر سلطنت کے تخت پر بیٹھا دے گا۔ وہ ان پیشگوئیوں کا مفہوم نہ سمجھ سکے جو مسیح کے دکھ درد اور موت کی طرف اشارہ کرتی تھیں[9]"۔

ہم نے دیکھا کہ مسیح کی پہلی آمد کے حوالے سے یہ عیسائی علماء یہود کے رابیوں اور مسیح کے حواریوں پر کس قدر سخت گرفت کرتے ہیں لیکن آمدِ ثانی کے بارے میں یہ خود وہی غلطیاں کرتے ہیں جن کا دوش یہ یہود کو دیتے ہیں۔ خود انہوں نے آمدِ ثانی کی پیشگوئیوں کو دیکھتے وقت روحانی بصیرت سے کام نہیں لیا۔ خود انہوں نے پیشگوئیوں کی تعبیر عوامی روایات اور نفسانی خواہشات کے مطابق کی ہے اور خود ان کے ذہن بھی اس عوامی تصوّر سے سرشار ہیں کہ آمدِ ثانی میں مسیح ایک بادشاہ کی طرح ظاہری شان و شوکت کے ساتھ آسمان سے نازل ہو گا اور لاکھوں جانثار تالیاں بجا کر اس کا استقبال کریں گے۔ اور یہ خود بھی بائبل کے ان شواہد کو نظر انداز کرتے ہیں جو آمدِ ثانی میں مسیح کے دکھ درد اور مخالفت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں کہ اس کی آمدِ ثانی عیسائیوں کی توقعات کے برخلاف ہو گی اور وہ اس کو پہچان نہ سکیں گے۔ اس ضمن میں ہم بائبل سے بعض حقائق پیش کرتے ہیں۔

3۔ آمدِ ثانی اور بائبل کے شواہد

اگر بائبل کا غور اور غیر جانبداری سے مطالعہ کیا جائے تو اس میں ایسے شواہد مل جاتے ہیں جو حضرت مسیح کی آمدِ ثانی کے اصل حالات و واقعات پر روشنی ڈالتے ہیں اور ان کی تلاش اور پہچان میں مدد دیتے ہیں، مثلاً:

9- The Great Controversy, by E. G. White, Ed 1977, page 292.

3.1۔ آمدِ ثانی میں دکھ درد

حضرت مسیح نے اپنی آمدِ ثانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا:

"... جیسے بجلی آسمان کے ایک طرف سے کوند کر دوسری طرف چمکتی ہے ویسے ہی ابن آدم اپنے دن میں ظاہر ہو گا۔ لیکن پہلے ضرور ہے کہ وہ بہت دکھ اٹھائے اور اس زمانہ کے لوگ اسے رَدّ کریں۔ اور جیسا نوح کے دنوں میں ہوا تھا ویسا ہی ابن آدم کے دنوں میں بھی ہو گا"[10]۔

اب اگر آمدِ ثانی میں مسیح نے آسمان سے شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ اُترنا تھا تو ایسے مسیح کو کون رَدّ کر سکتا ہے اور دکھ دے سکتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی مثال دے کر تو بات اور بھی واضح کر دی۔ جس سختی سے حضرت نوحؑ کو رَدّ کیا گیا اور دکھ دیا گیا تھا اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ آمدِ ثانی میں بھی مسیح اسی طرح رَدّ کیا جائے گا اور دکھ دیا جائے گا جیسا کہ پہلی آمد پر دیا گیا تھا۔

3.2۔ بادشاہت ظاہری طور پر نہیں آئے گی

عیسائی علماء حضرت مسیح کی پہلی اور دوسری آمد میں یہ فرق کرتے ہیں کہ پہلی آمد میں مسیح کے لئے تحقیر اور تکلیف اٹھانا مقدر تھا لیکن دوسری آمد میں وہ شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ آئیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلی آمد میں بھی مسیح 'بادشاہ' کے طور پر ہی آئے تھے لیکن ان کی بادشاہت آسمانی تھی اور صرف ان لوگوں کو ہی نظر آئی تھی جو روحانی بصیرت رکھتے تھے۔ دوسری آمد میں بھی مسیح کو 'بادشاہ' کے طور پر ہی آنا ہے اور اس بار بھی مسیح کی بادشاہت آسمانی ہی ہو گی اور ان لوگوں کو ہی نظر آئے گی جو روحانی بصیرت رکھتے ہوں گے۔ تاہم اس دفعہ ان کی آسمانی بادشاہت پہلے کی طرح صرف ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی سب قوموں پر محیط ہو گی لہٰذا ان کی 'بادشاہت اور شان و شوکت' پہلے سے بہت بڑھ کر ہو گی۔

جہاں تک دکھ درد اور مخالفت کا تعلق ہے تو یہ مسیح کی آمدِ اوّل اور آمدِ ثانی، دونوں کا حصہ ہے۔ دونوں دفعہ یہ 'اندھی دنیا' ان کو پہچان نہ سکے گی اور ان کو رَدّ کرے گی۔ پس یہ تصوّر غلط ہے کہ آمدِ ثانی میں مسیح کی بادشاہت ظاہری ہو گی اور دنیا ان کو سر آنکھوں پر بٹھائے گی۔ چنانچہ بائبل میں لکھا ہے کہ:

"... جب فریسیوں نے اس سے پوچھا کہ خدا کی بادشاہت کب آئے گی تو اس نے جواب میں ان سے کہا کہ خدا کی بادشاہت ظاہری طور پر نہ آئے گی۔ اور لوگ یہ نہ کہیں گے کہ دیکھو یہاں ہے یا وہاں ہے۔ کیونکہ دیکھو خدا کی بادشاہت تمہارے درمیان ہے"[11]۔

3.3۔ مسیح کا نزول مشرق میں ہو گا

حضرت مسیح نے اپنی آمدِ ثانی کو آسمانی بجلی کے چمکنے سے تشبیہ دیتے ہوئے ایک جگہ یہ فرمایا ہے کہ "... جیسے بجلی مشرق سے کوند کر مغرب تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہو گا"[12]۔

اب آسمانی بجلی کے چمکنے کے لئے کوئی خاص سمت تو مقرر نہیں۔ لیکن حضرت مسیح نے اپنی آمدِ ثانی کے لئے بجلی کے مشرق میں کوند کر مغرب میں دکھائی دینے کی مثال دی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کی آمدِ ثانی کسی مشرقی علاقے میں ہو گی نہ کہ مغربی علاقے میں جیسا کہ مغربی عیسائی اقوام اُمید لگائے بیٹھی ہیں۔ اور پھر مشرق سے ان کا پیغام بجلی کے آلات کے ذریعے مغربی اقوام میں پھیلے گا۔

3.4۔ آمدِ ثانی میں الیکٹرانک میڈیا کا استعمال

بائبل میں ایسے شواہد بھی ملتے ہیں کہ آمدِ ثانی میں مسیح اپنے مبلّغین کو دنیا میں چاروں طرف بھیجے گا۔ اور اپنے پیغام کو پھیلانے کے لئے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال کرے گا۔ اور اس کو اپنی عالمگیر روحانی سلطنت کی کمانڈ اور کنٹرول کے لئے نشریاتی سیٹلائٹ نیٹ ورک کی سہولت بھی حاصل ہو گی۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ بائبل میں اس جدید دَور کی ایجادات کا، خصوصاً ٹیلیویژن نیٹ ورک کا، دو ہزار سال قبل کیسا عجب نقشہ کھینچا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ:

10- (لوقا۔ باب 17 آیات 25-26)

11- (لوقا۔ باب 17 آیات 20-21)

12- (متی۔ باب 24 آیت 27)

''... اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اس کنارے تک جمع کریں گے[13]''۔

''... جب ابن آدم اپنے جلال میں آئے گا اور سب فرشتے اس کے ساتھ آئیں گے تب وہ اپنے جلال کے ساتھ تخت پر بیٹھے گا اور سب قومیں اس کے سامنے جمع کی جائیں گی۔ اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کرے گا[14]''۔

''... ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے۔ کیونکہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتے کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر آئے گا ...[15]''۔

3.5۔ آمدِ ثانی نئے نام سے اور نئے یروشلم میں

بائبل سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آمدِ ثانی میں مسیح اپنے پہلے نام جیسے یا یسوع سے نہیں بلکہ کسی نئے نام سے آئے گا۔ اور وہ موجودہ یروشلم میں نہیں بلکہ خدا کے کسی اور مقدس شہر 'نئے یروشلم' میں آئے گا۔ چنانچہ لکھا ہے:

''... میں جلد آنے والا ہوں۔ جو کچھ تیرے پاس ہے اسے تھامے رہ تا کہ تیرا تاج کوئی چھین نہ لے۔ جو غالب آئے میں اسے اپنے خدا کے مقدّس میں ایک ستون بناؤں گا۔ وہ پھر کبھی باہر نہ نکلے گا۔ اور اپنے خدا کا نام اور اپنے خدا کے شہر یعنی اس نئے یروشلم کا نام جو میرے خدا کے پاس سے آسمان سے اُترنے والا ہے۔ اور اپنا نیا نام اس پر لکھوں گا[16]''۔

جیسا کہ ہم اوپر درج کر چکے ہیں 'خدا کا یہ مقدّس شہر نیا یروشلم' جس میں مسیح آمدِ ثانی میں نازل ہوگا۔ پرانے یروشلم کے مشرق میں واقع ہوگا۔ اور مسیح کے 'نئے نام' کے متعلق بھی ہمیں 'صحیفہ دمشق' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ 'ایمد' (احمد) ہوگا[17]۔

3.6۔ مسیح عیسائیت میں نہیں آئے گا

بائبل کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی آمدِ ثانی کے بارے میں اپنی قوم کو بتایا کرتے تھے کہ ان کا آنا 'چور کی طرح ہوگا'۔ چنانچہ انہوں نے کہا:

''... پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارا خداوند کس دن آئے گا۔ لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کون سے پہر آئے گا تو جاگتا رہتا۔ اور اپنے گھر میں نقب نہ لگانے دیتا۔ اس لئے تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائے گا[18]''۔

اسی طرح پطرس کے دوسرے خط میں لکھا ہے کہ ''خداوند کا دن چور کی طرح آجائے گا[19]''۔

اور مکاشفہ میں دو جگہ درج ہے کہ:

''... پس یاد کر کہ تو نے کس طرح تعلیم پائی اور سنی تھی۔ اور اس اس پر قائم رہ اور توبہ کر۔ اور اگر تو جاگتا نہ رہے گا تو میں چور کی طرح آجاؤں گا اور تجھے ہرگز معلوم نہ ہوگا ...[20]''۔

''... دیکھو میں چور کی طرح آتا ہوں۔ مبارک وہ جو جاگتا ہے اور اپنی پوشاک کی حفاظت کرتا ہے ...[21]''۔

یہ 'چور کی طرح' آنے کی مثال بہت اہم اور معنی خیز ہے۔ یہ مثال مسیح کی آمد اوّل کے حوالے سے یہود کی روایات میں نہیں پائی جاتی۔ اور نہ ہی آمدِ ثانی کے حوالے سے یہ مثال اسلامی روایات میں پائی جاتی ہے۔ چور کی یہ مثال صرف عہد نامہ جدید میں بیان ہوئی ہے جس کا تعلق خاص طور پر عیسائیوں سے ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس مثال سے عیسائی دنیا کو خبردار کیا گیا ہے کہ آمدِ ثانی میں مسیح ان کے ''مذہبی گھرانے'' کا فرد نہیں ہوگا۔ بلکہ ان کے لئے ایک 'غیر اور اجنبی' شخص ہوگا اور اس کی آمد ان کے لئے غیر متوقع اور پریشان کن ہوگی۔ اس مثال سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی دنیا کو مسیح کی آمد کی خبر اور پہچان بہت بعد میں ہوگی جب وہ 'چور کی طرح' اپنا کام کر کے جا چکا ہوگا۔

چور کی یہ مثال دے کر عیسائیوں کو تلقین کی گئی تھی کہ وہ ''جاگتے رہیں اور جو تعلیم پائی اور سُنی ہے اس پر قائم رہیں'' اور جو تعلیم انہوں نے حضرت مسیح سے پائی اور سُنی تھی وہ زیادہ تر 'موسیٰؑ جیسے نبی' کے ظہور کے متعلق تھی جس کی طرف وہ یہ کہہ کر توجہ دلایا کرتے تھے کہ 'خدا کی بادشاہت قریب ہے'۔ اسی سلسلے میں حضرت مسیح نے یہود کو 'تاکستان کے مالک اور نوکروں' کی تمثیل سنائی تھی[22]۔

اس تمثیل کے آخر میں حضرت مسیح نے یہود سے واضح طور پر کہا تھا کہ ''خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو دے دی جائے گی جو اس کے پھل لائے گی''۔ اس قول سے ظاہر ہے کہ 'خدا کی بادشاہت' اس وقت یہود کے پاس تھی۔ اور یہود میں یہ بادشاہت اس وقت قائم ہوئی تھی جب خدا نے حضرت موسیٰ کے ذریعے ان کو شریعت عطا کی تھی۔ اس تمثیل کے ذریعے حضرت مسیح نے یہود کو یہ بتایا تھا کہ اب وہ وقت قریب ہے جب خداتعالیٰ 'موسیٰ جیسا نبی' کسی اور قوم میں بھیج کر ان کو شریعت عطا کرے گا اور اس طرح خدا کی بادشاہت اس دوسری قوم میں قائم ہو جائے گی۔

یہود کو یہ تمثیل بہت بُری لگی تھی کیونکہ وہ حضرت موسیٰؑ کی اس پیشگوئی کو جانتے تھے اور 'خدا کی بادشاہت' کے چھن جانے کا مطلب بھی سمجھتے تھے۔ لیکن عیسائیوں نے اس تمثیل کے مفہوم اور اہمیت کو نہیں سمجھا۔ اور 'مثیلِ موسیٰؑ' جیسی عظیم پیشگوئی کو نظرانداز کیا حالانکہ اس پیشگوئی کو سمجھے بغیر مسیح کی آمدِ ثانی کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

13- متی۔ باب 24 آیات 30۔ 31
14- متی۔ باب 25 آیات 31۔ 32
15- 1 تھسلنیکیوں۔ باب 4۔ آیات 16-15
16- مکاشفہ باب 3 آیات 12-11

17- تفصیل کے لئے دیکھیں۔ شارٹ کنکرڈنس مرتبہ ملک غلام فرید صاحبؓ۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشن۔ ایڈیشن 2006۔ صفحہ 1132۔ سورہ نمبر 61۔ الصّف۔ کنکرڈنس نمبر 3037
18- متی۔ باب 24 آیات 44-43
19- باب 3۔ آیت 10
20- باب 3 آیت 3
21- (باب 16 آیت 15)

22- (متی باب 21)

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف

شر انگیزی کی نئی لہر

(منور علی شاہد۔ جرمنی)

پاکستان کے فوجی آمر ضیاء الحق نے سیاہ قانون "امتناع قادیانیت آرڈیننس XX 26 اپریل 1984ء کو نافذ کیا تھا، یہ اس وقت سے ایک ہتھیار کے طور پر جماعت احمدیہ کے مخالفوں اور مذہبی جنونیوں کے ہاتھ لگا ہوا ہے اور وہ اس کا اندھا دھند استعمال کر رہے ہیں۔

ریاست، حکومت، سیاسی جماعتیں اور قائدین سبھی چپ سادھے بیٹھے ہیں۔ ان سب کی خاموشی دَرحقیقت ان انتہا پسندوں کی حمایت کرنے کے مترادف ہے۔ اگر کوئی کارروائی کرتے بھی ہیں تو وہ محض اشک شوئی کے طور پر جس سے متاثرین کو پہنچنے والی اذیتوں کا کوئی مداوا نہیں ہوتا۔ ہر شہادت کے بعد "نامعلوم'' ہی کا ڈھنڈورا پیٹ کر معاملے پر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ مذہبی تعصّب ایسا ہے کہ ذرائع ابلاغ پر بھی خبریں شائع اور نشر نہیں کی جاتیں۔ کچھ انگریزی اخبار و جرائد کے علاوہ عالمی نشریاتی ادارے انہیں اپنی خبروں میں جگہ دیتے ہیں تو دنیا کو پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں احمدیوں کی مساجد، ان کے میناروں اور قبرستانوں کی کیسے کیسے بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ یہ خود ساختہ زمینی خدا، آسمانی خدا کی پکڑ سے زیادہ دور دکھائی نہیں دیتے۔ جماعت کو کشکول پکڑانے والے حکمران آج خود کشکول ہاتھ میں لئے ملک، ملک قرضے اور مدد کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ عقلمندوں کے لئے اس میں بہت نشانیاں، اشارے اور عبرت کے سامان ہیں، کاش کوئی بصیرت کی آنکھ رکھتا ہو۔

حال ہی میں کراچی سے یکایک شروع ہونے والی جماعت احمدیہ کی مخالفت ایک سوچی سمجھی سازش لگتی ہے۔ شر انگیزی کی یہ لہر کراچی سے نکل کر سندھ سے ہوتی ہوئی پنجاب میں پہنچ گئی ہے۔ جس کا آغاز کراچی میں نکاح فارموں میں ختم نبوت کا خانہ شامل کرنے کی تجویز کے بارے میں حکومت سندھ کو خط لکھے جانے سے ہوا۔ اس طرح سے تخت حکومت پر بیٹھنے والوں نے تحریک ختم نبوت سے اپنی وابستگی کا اظہار کیا تھا۔ اس سے ان کے مذہبی منافرت پھیلانے کے عزائم کا پتہ چلتا ہے۔ موجودہ واقعات اسی سوچ کا تسلسل دکھائی دیتے ہیں۔

سال رواں کا ابھی یہ دوسرا ماہ شروع ہوا ہے اور کراچی اور سندھ میں مساجد کے میناروں کی توڑ پھوڑ اور ان پر حملے روز کا معمول بن گئے ہیں۔ جنوری کے وسط میں مارٹن روڈ کراچی کی احمدیہ مسجد کے میناروں کو شرپسندوں نے نقصان پہنچایا اور اس کے بعد بزدلانہ طور پر فرار ہوگئے۔ 2 فروری کو کراچی صدر میں واقع احمدیہ ہال کے میناروں کو منہدم کر دیا گیا کہ جماعت احمدیہ کو 1984ء میں بننے والے سیاہ قانون کے تحت اسلامی شعار اپنانے کا کوئی حق نہیں جب کہ اس مسجد کی تعمیر 1947ء سے پہلے ہوئی تھی۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق دس، پندرہ نامعلوم افراد کے خلاف پرچہ درج کیا گیا ہے مگر کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ فروری کے پہلے ہفتہ میں اندرون سندھ بھی جماعت کی متعدد مساجد پر حملے کئے گئے۔ نور نگر ضلع عمر کوٹ سندھ میں احمدیہ مسجد کی دیوار پھلانگ کر نامعلوم افراد اندر داخل ہوئے اور مسجد کو آگ لگا دی جس سے مسجد کی صفیں اور کرسیاں جل گئیں۔ گوٹھ جاوید احمد ضلع میر پور خاص میں احمدیہ مسجد کے مینار توڑے گئے اور مسجد کو آگ لگائی گئی۔ ہفتہ کی رات 4 فروری کو سٹیلائٹ ٹاؤن میر پور خاص میں احمدیہ مسجد پر فائرنگ کی گئی۔ مسجد کی دیواروں اور بیرونی دروازے پر گولیاں لگیں جب کہ اس وقت متعدد احمدی اندر موجود تھے۔

(ہفت روزہ انگریزی فرائڈے ٹائمز لاہور)

اس صورتحال میں حکومت اور دیگر ریاستی اداروں کی طرف سے جماعت احمدیہ کے احباب کی جانوں اور اموال کو کتنا تحفظ دیا گیا، اس کا اندازہ کراچی کے ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس جاوید عالم اوڈھو کے اس بیان سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے "انڈیپنڈنٹ اردو" کو دیا۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی اقلیتوں کو تحفّظ فراہم کیا جاتا ہے لیکن 24 گھنٹے سیکورٹی نہیں دی جاتی ہے، انہوں نے مزید کہا احمدیوں کی عبادت گاہوں پر عبادت کے لئے مخصوص اوقات میں سیکورٹی فراہم کی جاتی ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ شرپسندوں کی طرف سے حملوں کا خطرہ تو چوبیس گھنٹے رہتا ہے اور حملے ہوتے بھی ہیں، لیکن سیکورٹی صرف عبادت کے وقت ہی دی جاتی ہے۔ یہ محض رَسمی کارروائی ہے۔

احمدیت کے مخالف گروہوں کی کارروائیوں میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مساجد کے بعد اب بات احمدیوں پر حملوں تک پہنچ چکی ہے۔ 17 فروری 2023ء کو گجرات کے علاقے گوٹریالہ میں شام کے وقت ایک احمدی ہومیوپیتھی ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا ان کی عمر 75 سال تھی اور وہ ناروے کی قومیت رکھتے تھے۔ شہید اپنے گاؤں کے لوگوں کی خدمت کرنے کے جذبہ سے یورپ کو چھوڑ کر گجرات واپس لوٹ آئے تھے۔ علاوہ ازیں ضلع قصور میں ایک مذہبی جماعت کے کارکنوں نے جمعہ کے روز مقامی عبادت گاہ میں نماز جمعہ کے بعد مکرم شیخ محمد یوسف قمر

صاحب ایڈووکیٹ کو گھیرے میں لیا اور سخت نعرے بازی کی اور ان کو اپنے نام کے ساتھ محمد ختم کرنے کی وارننگ دی، یہ ویڈیو بھی سوشل میڈیا پر وائرل ہے جس سے مخالفین کے عزائم بالکل واضح ہوتے ہیں۔ گزشتہ سال بھی اسی قسم کی متعدّد کارروائیاں شرپسندوں کی جانب سے کی گئیں تھیں۔ 4 جون 2022ء کو پنڈدادن خان(ضلع جہلم) میں مسجد کے مینار شہید کئے گئے۔ 18 جون کو گوجرانوالہ میں باغبانپورہ کے مقام پر پولیس نے لوگوں کی شکایت پر مسجد کے میناروں پر پردے چڑھا دیئے مبادا کسی "مسلمان" کو نظر آ کر اس کے مذہبی جذبات مجروح ہوں، بعدازاں دسمبر میں پولیس نے یہ مینار توڑ بھی ڈالے۔ 31 اگست 2022ء کو ضلع جہلم میں متیال نامی علاقے میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ 13 ستمبر کو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گوجرہ کے مقام پر بھی ایسا واقعہ رونما ہوا۔ 12 اکتوبر کو اوکاڑہ شہر کے ایف بلاک میں بھی پولیس نے میناروں پر پردے چڑھائے (بی بی سی اردو نیوز 4 فروری 2023ء)۔ سیالکوٹ میں سائیلان موضع پیرو چک، تحصیل ڈسکہ میں احمدیہ قبرستان میں داخل ہو کر انتہا پسندوں نے قبروں کی بے حرمتی کی، کتبوں کو توڑنے کے بعد اس پر باقاعدہ قبضہ بھی کر لیا ہے اور احمدی میّتوں کی تدفین ہونے نہیں دی جاتی حالانکہ یہ قبرستان 1947ء سے جماعت احمدیہ کی ملکیت ہے لیکن اب حکومت کی طرف سے جماعت کی کسی قسم کی کوئی مدد نہیں کی جا رہی۔

اس وقت پنجاب سمیت پاکستان میں تمام احمدیوں کی مساجد، ان کے میناروں اور قبرستانوں پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ ملک کے بدترین سیاسی عدم استحکام سے گھناؤنا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ملک کے موجودہ معاشی وسیاسی حالات میں مذہب کارڈ کے اِس استعمال سے پاکستان مخالف قوتوں کو ہی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ بی بی سی اردو نیوز اپنی ایک رپورٹ مطبوعہ 4 فروری 2023ء میں لکھتا ہے کہ پنجاب اور سندھ میں جماعت احمدیہ کی عبادت گاہوں پر حملوں میں تیزی، یہ ایک منظّم مہم لگتی ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی طرف سے بھی پاکستان میں ہونے والے ان مذہبی جرائم کے حوالے سے ایک سالانہ رپورٹ جاری کی گئی ہے جس میں پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے ان مظالم پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اسی طرح بی بی سی اردو نیوز نے احمدی برادری پر حملے کے عنوان سے ایک رپورٹ 11 فروری کو جاری کی جس میں بعض احمدیوں کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح احمدی خواتین اور بوڑھوں کا گھروں سے باہر نکلنا بھی دن بدن مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے۔

کراچی جہاں بانی پاکستان نے پہلی دستور ساز اسمبلی میں 11 اگست کو تاریخی تقریر کر کے پاکستان کا تصوّر پیش کیا تھا۔ جس میں یہ واضح کر دیا تھا کہ ہر شہری کے مذہب وعقیدہ سے ریاستی امور کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اسی تاریخی تقریر میں ہر حکومت کے اوّلین فرض کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "پہلی بات جو میں کہنا چاہوں گا اور بلاشبہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ایک حکومت کا پہلا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ امن وامان برقرار رکھے تا کہ مملکت اپنے عوام کی جان ومال اور ان کے مذہبی عقائد کو مکمل طور پر تحفظ دے سکے اور ہر شہری کی جان ومال کی حفاظت حکومت کا اوّلین فریضہ ہوگا''۔

کراچی وہ شہر ہے جہاں بانی پاکستان ابدی نیند سو رہے ہیں۔ لیکن آج اسی کراچی کے علاوہ ملک بھر میں ہو کیا رہا ہے؟ بانی پاکستان کے فرمان کی پامالی کے ساتھ ساتھ ان کی توہین بھی کی جا رہی ہے شہر قائد میں احمدیوں کی مساجد کے مینار توڑے اور گرائے جا رہے ہیں، کوئی روکنے والا نہیں۔ یکے بعد دیگرے متعدد واقعات ہوئے ہیں۔ شرپسند عناصر کو کھلی چھٹی ملنے پر وہ اندرون سندھ تک پہنچ گئے اور وہاں شرپسندی شروع کر رکھی ہے۔ پاکستان کے تشخص کو مجروح کرنے کی اس سے زیادہ خطرناک اور گھناؤنی سازش اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایک باشعور، امن پسند اور محبِّ وطن پاکستانی سوچنے پر مجبور ہے کہ پاکستان کن کے ہتھے چڑھ گیا ہے؟

بادِ سموم سے چمن، دَردوں دُکھوں سے لَد گیا

دشتِ طلب میں جابجا، بادلوں کے ہیں دَل پڑے
کاش کسی کے دل سے تو چشمۂ فیض اُبل پڑے
بے آسراؤں کے لئے کوئی تو اَشکبار ہو
پیاس بجھے غریب کی تشنہ لبوں کو کَل پڑے
بادِ سموم سے چمن، دَردوں دُکھوں سے لد گیا
آہِ فقیر سے مرے اَشک اُبل اُبل پڑے
چشمِ حزیں کے پار اُدھر۔ دردِ نہاں کی جھیل پر
کھلتے ہیں کیوں کسے خبر، حسرتوں کے کنول پڑے
سود وزیاں سرور وغم، روشنیوں کے زیر وبم
آس بجھے تو یاس کے دیپ کی لو اُچھل پڑے
چاند نے پی ہوئی تھی رات، ڈول رہی تھی کائنات
نور کی مے اُتر رہی تھی، عرش سے جیسے ظَل پڑے
بن گئی بزمِ شش جہات میکدۂ تجلیات
دَیر و حرم کو چھوڑ کر رند نکل نکل پڑے
صبر کا درس ہو چکا، اب ذرا حالِ دل سنا
کہتے ہیں تجھ کو ناصحا، چین نہ ایک پل پڑے
آنکھ میں پھانس کی طرح ہجر کی شب اَٹک گئی
اے مرے آفتاب آ۔ رات ٹلے تو کَل پڑے
کون رہِ فراق سے لوٹ کے پھر نہ آ سکا
کس کے نقوشِ منتظر، رہ گئے بے محل پڑے
راہ خدا میں منزلِ مرگ پہ سب مچل گئے
ہم بھی رُکے رُکے سے تھے، اِذن ہوا تو چل پڑے

(کلام طاہر صفحہ 53)

تعارف کتب

مکرم ایچ ایم طارق صاحب

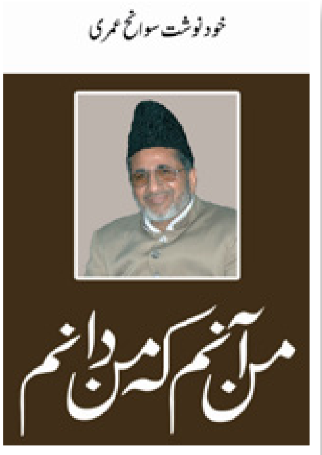

من آنم کہ من دانم

خود نوشت سوانح عمری مولانا حیدر علی ظفر صاحب مربی سلسلہ

جولائی 2022ء میں سفر جرمنی کے دوران مکرم حیدر علی ظفر صاحب کی خود نوشت سوانح عمری ''من آنم کہ من دانم'' کے مطالعہ کا موقع ملا۔

اس کا عنوان ہی جہاں مصنف کے عجز و انکسار کا آئینہ دار ہے وہاں اس میں خود نوشت کی حکمت بھی مضمر ہے کہ اپنی ذات کے بارہ میں خود ایک انسان سے بڑھ کر بہتر اور کون بیان کرسکتا ہے اور پھر واقعی بلا کم و کاست نہایت سادگی اور اختصار سے اپنی روز مرہ ڈائری کا عمدہ خلاصہ آپ بیتی کی صورت میں افادہ عام کے لیے پیش کر دیا ہے۔

اگرچہ ہر شخص کا ایک اپنا جہاں اور اس کی زندگی کی ایک داستان ہوتی ہے مگر بیان کی توفیق کچھ خوش نصیبوں کے حصہ میں ہی آتی ہے، اور پھر واقف زندگی کا سفر پھولوں کی سیج نہیں، ایک پُل صراط ہوتا ہے جسے مصنف نے قریباً عبور کر کے یہ سچی کہانی لکھ چھوڑی ہے جو بہتوں کے لیے مشعل راہ اور لکھنے والے کے حق میں دعائے خیر کا موجب بنتی رہے گی۔

میں سمجھتا ہوں کہ واقف زندگی کا سرمایۂ حیات بھی ایک امانت ہوتا ہے، اور جنہیں اس امانت کا حق ادا کرنے کی توفیق ملے انہیں ضرور اپنی کہانی بغرض تحدیث نعمت لکھنی چاہیے۔ بہر حال اس کہانی کو اگر کوئی دوسرا عنوان دیا جاسکتا ہو تو وہ ''انجام بخیر'' ہی ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

اس سے بڑھ کر کسی واقف زندگی کی اور کیا خواہش ہوسکتی ہے آغاز کتاب میں ہی مولانا نے خوب لکھا کہ آپ کا مطمح نظر ہمیشہ یہی رہا کہ

زندگی میری کٹے گی خدمت اسلام میں
وقف کردوں گا خدا کی راہ میں جان حزیں

اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ عزم صمیم پورا کرنے کی توفیق دی، آپ کو نصف صدی سے خدمت دین کی توفیق عطا ہورہی ہے اور اس دوران پاکستان میں اوکاڑہ، ڈیرہ غازی خان، لاہور اور کراچی کے علاوہ ایک بڑا حصہ بیرونی ممالک جرمنی، ڈنمارک، لائبیریا وغیرہ میں گزرا اور پہلی دفعہ قریباً پچیس برس کے بعد آپ کے اہل وعیال کو بیرون ملک آپ کے ساتھ آکر رہنے کا موقع مل سکا۔ بلاشبہ یہ ابراہیمی و اسماعیلی قربانی کا ایک نمونہ تھا جو آپ کا پورا کنبہ پیش کر رہا تھا۔ اس دوران ان کی والدہ محترمہ کی وفات ہوئی تو آپ ان کا آخری دیدار بھی نہ کر سکے مگر ایک خادم دین فرزند صالح کی دعائیں یقیناً ان کے درجات کی بلندی کا موجب ہوئی ہوں گی۔ پھر بیرون ملک خدمت کے دوران ہی آپ کے نوزائیدہ بچے کی وفات کا صدمہ بھی پہنچا جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صبر کی شرط کے ساتھ جو بشارت عطا فرمائی وہ تین نیک مبشر بچوں کی صورت میں آپ کے صبر کی سند بھی ہے۔ دوران خدمت مختلف مقامات پر اندرون ملک اور بیرون ملک تبادلوں اور تقرریوں کے موقع پر حسب معمول کئی کٹھن مقام بھی آئے مگر ہر مشکل اور آڑے وقت میں اللہ تعالیٰ آپ کا معین و مددگار ہوا۔ ربوہ میں تبادلہ پر جب مہنگا مکان کرایہ پر لینا پڑا تو غیبی امداد پہنچ گئی۔ یہی معاملہ ہر مخلص، دعا گو واقف زندگی کے ساتھ ہم نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی تائید و نصرت کے سامان فرماتا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے قدردانی کا جذبہ بھی خوب عطا فرمایا ہے۔ ہمیشہ آپ نے اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی اور اپنی سوانح عمری میں بھی ان کا تذکرہ کر کے انہیں زندہ جاوید کر دیا ہے۔

ماشاء اللہ آپ وہ خوش قسمت واقف زندگی ہیں جنہوں نے چار خلفاء سلسلہ کا زمانہ پایا اور ان سے وابستہ رہ کر خلافت کی برکات اور دعائیں حاصل کیں۔ دراصل آپ کی کامیابی کا راز خلفائے وقت کی اطاعت اور بابرکت قربت کے ساتھ ان کی دعاؤں کا ثمر ہی تو ہے کہ کہاں آپ سندھ کے ایک گاؤں سے آئے اور اللہ تعالیٰ نے وقف اور خلافت کی برکات سے ایک دنیا کی سیاحت کا موقع عطا فرمایا۔ حج بیت اللہ کی سعادت بھی آپ کو نصیب ہوئی۔

الغرض یہ کتاب نہ صرف برکات خلافت کی مجسم گواہ ہے بلکہ جماعتی ترقی اور صداقت کا بھی ثبوت ہے۔ جس کے مطابق جماعت جرمنی کی تدریجی ترقی آپ نے گزشتہ نصف صدی میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہے اور میدانِ عمل میں نصرت الٰہی کو قدم بقدم بارش کی طرح نازل ہوتے دیکھا ہے۔ صرف جماعت ہمبرگ کی ترقی کے حوالہ سے آپ نے یہاں 1957ء میں تعمیر ہونیوالی پہلی مسجد فضل عمر کا ذکر کرتے ہوئے بجا لکھا ہے کہ کہاں تنہائی کا وہ عالم کہ جب پہلے مبلغ چوہدری عبداللطیف صاحب اکیلے تھے اور کہاں آج یہی مسجد، ہمبرگ کے چودہ حلقوں میں سے ایک حلقہ کے لیے بھی ناکافی ہے چنانچہ آج جماعت احمدیہ جرمنی سو مساجد کے منصوبہ پر تیزی سے عمل پیرا ہے جس کی تکمیل جماعت کی ترقی اور صداقت کا ایک اور سنگِ میل ہوگا۔ الغرض آپ کی سوانح عمری مختصر، سادہ مگر دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ یہ کتاب درج ذیل ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔

https://ur.ebooks.org.uk/bookcase/pvcee

جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ان شاءاللہ ماہ ستمبر 2023ء سے ہورہا ہے۔ تمام امیدوار جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں ان سے درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ جرمنی واقع Riedstadt کے دفتر سے داخلہ فارم حاصل کر کے اپنی درخواست صدر جماعت ولوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 15 مئی 2023ء تک جامعہ کے پتہ پر بھجوادیں۔ تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہوگا جو زیادہ تر نصاب وقفِ نَو اور عام دینی معلومات میں سے ہوگا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو ہوگا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے اُمیدوار کا درج ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہوگا۔

1۔ امیدوار کم از کم دس جماعتیں (Realschulabschluss) پاس کر چکا ہو تاہم Abitur کرنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔

2۔ امیدوار کی عمر زیادہ سے زیادہ 18 سال ہو البتہ Abitur ہونے کی صورت میں عمر میں اسی لحاظ سے رعایت ہوگی۔ لیکن امیدوار کی عمر کسی صورت میں بھی 20 سال سے زائد نہ ہو۔

3۔ امیدوار کو قرآن کریم صحتِ تلفّظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو اور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو اُسے اضافی اہلیت کا حق دار سمجھا جائے گا۔

4۔ اُمیدوار نے وقفِ نو کا مکمل نصاب پڑھا ہو نیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔

5۔ جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔

6۔ بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دیں جنھیں جرمنی میں رہنے کے لئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوسٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔

7۔ کسی دوسرے ملک سے جرمنی آکر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہوسکتی ہیں لیکن اس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔

8۔ اُمیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔

9۔ داخلہ کی سفارش ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملا کر رزلٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

10۔ اُمیدواران سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقفِ نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دُعائیں کرتے رہیں۔

11۔ داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔

یہ فارم جامعہ کی ویب سائٹ jamia.de سے بھی ڈاؤن لوڈ کئے جاسکتے ہیں۔

نوٹ: حالات کے پیشِ نظر انٹرویو اور ٹیسٹ کی تاریخوں میں تبدیلی ہوسکتی ہے

(پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

Am alten Grenzstein 4-6 Tel: +49 (0) 6158 87837-0
64560 Riedstadt-Goddelau Fax: +49 (0) 6158 87837-37

قارئین کی آراء

بابت شمارہ ماہ فروری 2023ء

مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح، استاد جامعہ احمدیہ یوکے سے لکھتے ہیں:

جزاک اللہ خیراً۔ ماشاءاللہ حسبِ سابق اخبار خوب جاذبِ نظر ہے اور 'ظاہری اور باطنی' برکات سے معمور ہے۔ اس شمارہ میں خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورۂ جرمنی 1955ء کی رپورٹ و تصاویر شائع کر کے تاریخ کو محفوظ کرنے کی عمدہ کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ رسالہ احباب جماعت کے علمی و تربیتی معیار کو بڑھانے والا ہو اور ہمیں خلافتِ احمدیہ کی برکات سے مستفیض فرمائے، اسی طرح رسالہ کی تیاری میں معاونت کرنے والے تمام کارکنان کو احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مکرم قمر داؤد کھوکھر صاحب آسٹریلیا سے لکھتے ہیں:

اخبار احمدیہ جرمنی کا مطالعہ کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ کے گوشوں پر بہت مفید مضامین ہیں۔ اُمید ہے کہ جرمن زبان میں بھی آئندہ نسل کے لئے اسی طرح کے مضامین شائع ہوں گے۔ اللہ مبارک فرمائے اور سب کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

مکرم عبدالباری صاحب کینیڈا سے لکھتے ہیں:

اخبار احمدیہ موصول ہوا، بہت اچھا ترتیب دیا ہے۔ مضامین بھی اچھے ہیں، اس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بعض نادر تصاویر کو دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ کا مضمون ''حضرت مصلح موعودؓ اور فتنہ انکارِ خلافت'' پڑھا، مضمون ابھی جاری تھا کہ اچانک ختم ہوگیا، ماشاءاللہ، اللّٰھم ذد فزد

جماعت احمدیہ جرمنی کی تبلیغی سرگرمیاں

اساتذہ اور طلباء کی بیت الحمد آمد

مؤرخہ 23 جنوری 2023ء کی صبح Reialschule Gillenfeld کے اساتذہ اور طلباء کا ایک وفد بیت الحمد Wittlich آیا۔ خاکسار، مکرم صدر جماعت مکرم طاہر احمد ظفر صاحب اور سیکرٹری تربیت مکرم عمران احمد ظفر صاحب نے مسجد کے گیٹ پر ان کا استقبال کیا اور مسجد کا دَورہ کروایا۔ اس کے بعد سب طالبِ علم مع اساتذہ مسجد کے مردانہ ہال میں آ کر بیٹھ گئے۔ خاکسار نے ان کے سوالات کے جوابات دیئے نیز اذان اور نماز کا طریق عملی طور پر بتایا۔ پھر مسجد کے نشیبی ہال میں جرمنی جماعت کی صد سالہ کارکردگی کی ویڈیو دکھائی گئی۔ مہمانوں کے چہروں پر پسندیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ چائے کے وقفہ کے بعد اساتذہ کو جماعت کی کتب مہیا کی گئیں۔ اس کے بعد بیت الحمد کے دروازے پر ایک گروپ فوٹو بھی بنایا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت مسیح و مہدی معہود علیہ السلام کا پیغام احسن رنگ میں پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (جاوید اقبال ناصر مربی سلسلہ جرمنی)

Bad Marienberg

میئر باد مارین برگ کے ساتھ ملاقات:

23 جنوری 2023ء کو محترمہ Sabine Willwacher میئر Bad Marienberg کے ساتھ ملاقات ہوئی اور امنِ عالم اور دنیا کی موجودہ صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ ہمارے وہاں پہنچنے پر محترمہ Sabine صاحبہ نے اپنے دفتر میں ہمارا استقبال کیا۔ موصوفہ ہماری جماعت کو گزشتہ چند برسوں سے جانتی ہیں اور جماعت کے ساتھ خصوصی تعاون کرتی ہیں۔ ملاقات کے آخر پر محترمہ Sabine نے ہماری جماعت کا شکریہ ادا کیا اور مستقبل میں بھی جماعت کے ساتھ تعاون کرنے کی یقین دہانی کروائی۔

ایسوسی ایشن کمیونٹی کے میئر سے ملاقات:

مؤرخہ 30 جنوری 2023ء جماعت احمدیہ Bad Marienberg کی ایسوسی ایشن کمیونٹی کے میئر جناب Andreas Heidrich کے ساتھ ملاقات ہوئی جس میں جماعت کی طرف سے منعقد کئے جانے والے پروگرامز اور مستقبل کے پراجیکٹس وغیرہ پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ موصوف کو جماعت احمدیہ Bad Marienberg کی جانب سے جماعت احمدیہ جرمنی کے صد سالہ جوبلی پروگرام پر بھی دعوت دی گئی اور تحائف بھی دیئے گئے۔ جناب Andreas Heidrich نے جماعت کی خدمات کو سراہتے ہوئے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

مؤرخہ 30 جنوری 2023ء کو جماعت باد مارین برگ کے علاقے Mengerskirchen کے میئر جناب Thomas Scholz صاحب سے ان کے دفتر ملاقات ہوئی جس کے دوران موصوف کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا۔ خلافتِ احمدیہ کی امنِ عالم کے لیے کی جانے والی کوششوں کے بارہ آگاہ کیا گیا۔ میئر صاحب کو جماعتِ احمدیہ جرمنی کی صد سالہ جوبلی کی تقریب میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ موصوف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا یہ ملاقات ہمارے باہمی تعلقات کو مزید بہتر کرے گی اور وہ کوشش کریں گے کہ آئندہ جماعت کے ہونے والے پروگرامز میں ضرور شامل ہوں۔ اسی طرح انہوں نے جماعت کے ساتھ ہر ممکن تعاون کی پیشکش بھی کی۔

گرودوارہ کا دورہ:

مؤرخہ 31 جنوری 2023ء کو جماعت کے ایک وفد نے Koblenz میں موجود ایک گرودوارہ کا دورہ کیا۔ جس میں صدر جماعت مکرم عاطف عزیز صاحب، مکرم انصر احمد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم مظفر خواجہ صاحب سیکرٹری امور خارجیہ شامل تھے۔ گرودوارہ پہنچنے پر جناب کشمیر سنگھ صاحب نے استقبال کیا۔ ملاقات کے دوران مذاہب سے متعلقہ امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔ اختتام پر سکھ برادری کے افراد کو جماعتِ احمدیہ جرمنی کے صد سالہ جوبلی کے پروگرام میں دعوت دی گئی۔

تنظیم ریڈ کراس کے نمائندگان سے ملاقات:

24 جنوری 2023ء جماعت احمدیہ باڈمارین برگ کی ریڈ کراس (ہنگامی امداد کی تنظیم) Westerwald شہر کے دو نمائندگان جناب Olaf Reineck صاحب

دائیں سے بائیں: مکرم ثاقب شیخ صاحب، جناب Thomas Scholz صاحب، مکرم راشد محمود صاحب، مکرم ماذن اُکلا صاحب

سکول کے اساتذہ و طلباء کا بیت الحمد وٹلش کا دورہ

اور جناب Frank Schäfer صاحب سے ملاقات ہوئی جس میں جماعت بادمارین برگ سے مکرم اوکلاء ماذن صاحب، مکرم راشد محمود صاحب اور مکرم مظفر احمد صاحب نے شرکت کی۔نشست کے دوران اسلام احمدیت کا تعارف کراتے ہوئے انہیں بتایا کہ حقوق العباد کی ادائیگی ہمارے مذہب کا حصہ ہے اور جماعت ہر ممکنہ کوشش کرتی ہے کہ لوگوں کی مدد کی جائے۔جماعت کی کاوشوں کی تفصیل سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور آئندہ ریڈ کراس کے ساتھ مل کر کام کرنے کا کہا تا کہ انسانیت کی خدمت زیادہ سے زیادہ کی جاسکے۔ملاقات کے اختتام پر ہم نے امن کی علامت کے طور پر پھول پیش کئے اور جماعت باد مارین برگ کی طرف سے 18 مارچ 2023ء کو منعقد ہونے والی صد سالہ جوبلی تقریب میں شمولیت کی دعوت دی جس کو جناب Olaf Reineck صاحب اور جناب Frank Schäfer صاحب نے قبول کیا۔

Gummersbach

مؤرخہ 3 فروری 2023ء کو جماعت گمرزباخ کی طرف سے شہر Bergneustadt میں سیاست دانوں و دیگر شہریوں کو جماعت احمدیہ سے متعارف کروانے کے لیے ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔اس پروگرام میں اخبارات کے مختلف نمائندوں نے بھی شرکت کی۔

محترمہ Monika Siegfried Hagenow صاحبہ نے اخبار Kölnische Rundschau مؤرخہ 6 فروری اور اخبار Oberbergische Volkszeitung مؤرخہ 7 فروری کی اشاعت میں آرٹیکل شائع کئے جن میں انہوں نے لکھا:

جماعتِ احمدیہ جرمنی نے اپنی پہلی مسجد کی بنیاد برلن میں سو سال پہلے رکھی تھی اور اب جماعتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی "محبّت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کے ماٹو سے منا رہی ہے۔جماعت احمدیہ کے مربی سلسلہ مکرم وفا محمد صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ وفاداری ہمارے مذہب کا حصہ ہے۔مکرم محمد اسماعیل احمد صاحب صدر جماعت گمبرزباخ نے بتایا کہ ہماری جماعت 200 لوکل جماعتوں پر مشتمل ہے جن کے زیادہ تر افراد پاکستان سے مذہبی منافرت سے تنگ آ کر جرمنی آباد ہوئے ہیں، جماعت گمرزباخ کے ترجمان مکرم عمیر کاظمی صاحب نے بتایا اسلامی ممالک ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے اس لئے ہمیں ہر جگہ مخالفت کا سامنا ہے جبکہ اس کے برعکس جماعتِ احمدیہ امن پسند جماعت ہے۔

موصوفہ نے مزید لکھا کہ ہمیں خون کا عطیہ کرنے، بے گھروں کو کھانا کھلانے، سیلاب زدگان کی مدد کرنے، درخت لگانے اور نئے سال کے موقع پر صفائی کرنے کی تصاویر دکھائی گئیں۔شہر کی میئر محترمہ Helga Auerswald صاحبہ اور ریاستی پارلیمنٹ کے ممبر جناب Marc Zimmermann صاحب نے گفتگو کے دوران کہا کہ اکثر اسلام کا غلط تاثر پیش کیا جاتا ہے اور میڈیا میں اسلام کی غلط شکل پیش کی جاتی ہے۔بنڈس ٹاگ کے ممبر جناب Dr. Carsten Brodesser صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ ہجرت کر کے آنے والے افراد کی ہر ممکن مدد کریں گے۔

(محمد اسماعیل احمد۔صدر جماعت Gummersbach)

Lübeck میں صد سالہ جوبلی کا پروگرام

امسال جماعت احمدیہ کے جرمنی میں سو سال مکمل ہونے پر صد سالہ جوبلی کے حوالے سے جرمنی بھر میں مختلف پروگرامز کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔مؤرخہ 09 فروری 2023ء کو لیوبک میں بھی مسجد بیت العافیت میں ایک پروگرام منعقد کیا گیا جس میں کل 80 افراد نے شرکت کی، الحمدللہ۔

لیوبک جرمنی کے جنوب میں ہمبرگ سے تقریباً 60 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔یہ اپنی قدیم عمارات اور پانچ چرچوں کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔اسی وجہ سے یہاں پر سیاحوں کی کثیر تعداد میں آمد و رفت رہتی ہے۔لیوبک میں سمندر ہونے کے باعث کاروباری حضرات کے لئے یہ ایک پرکشش شہر ہے۔اس کی قدیم عمارات اپنی شکل میں اب تک موجود ہیں اور زیرِ استعمال بھی ہیں۔لیوبک کی آبادی تقریباً دو لاکھ بیس ہزار لوگوں پر مشتمل ہے جن میں تقریباً 200 احمدی احباب ہیں۔

اس پروگرام میں لیوبک شہر کے میئر کے علاوہ دو اور ملحق شہروں کے میئرز بھی شامل ہوئے۔اسی طرح لیوبک university کی پریزیڈنٹ، european hansemuseum کی پریذیڈنٹ، پروفیسرز، ڈاکٹرز اور شہر کی دوسری اہم شخصیات نے بھی شرکت کی۔

صد سالہ جوبلی کا پروگرام جماعتی روایات کے مطابق تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔بعد ازاں مختلف شہروں کے میئرز نے جماعت احمدیہ کی کارکردگی کے موضوع پر تقریر کی۔اسی طرح مکرم عطاء الکریم انصر صاحب مربی سلسلہ نے خاص طور پر اس زمانہ میں اپنے خالق کو پہچاننے کے موضوع پر تقریر کی۔

جماعت احمدیہ لیوبک کی جانب سے پروگرام میں مکرم عطاء الکریم انصر صاحب مربی سلسلہ اور صدر جماعت مکرم وسیم احمد صاحب نے مہمانوں کا استقبال کیا۔

Gummersbach

Lübeck

تاثرات:

لیوبک کے میئر Jan Lindenau نے کہا:

مَیں یہاں آکر بہت متاثر ہوا ہوں کیونکہ بہت زیادہ مہمان یہاں تشریف لائے ہیں اور سب کا جماعت کے ساتھ کسی نہ کسی رنگ میں تعلق ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ شہر کے مختلف شعبوں میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔ آج کے پروگرام سے بھی یہ بات واضح ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے دروازے سب کے لئے ہمیشہ کھلے رکھتی ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا عمل ہے۔ مَیں شہر کے باشندوں کو بھی آگاہ کروں گا کہ یہ جماعت ہمہ وقت مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہے۔

موصوف نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ جب بھی جماعت احمدیہ کے سربراہ لیوبک شہر تشریف لائیں گے تو شہر کی انتظامیہ آپ کا بھرپور استقبال کرے گی اور آپ کو city hall میں دعوت دے گی۔

لیوبک یونیورسٹی کی صدر Prof. Dr. Gillessen-Kaesbach نے انٹرویو میں کہا:

مَیں نے آج کے پروگرام سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ مَیں سچ کہتی ہوں کہ مجھے اسلام کے اس فرقے کا علم نہیں تھا اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں ابھی تک اس جماعت کو نہیں جانتی تھی۔ خاص طور پر جو آپ کا ماٹو ہے اگر ہر انسان اس ماٹو کے مطابق اپنی زندگی گزارتا تو ہم آج یقیناً ایک پرامن دنیا میں ہوتے۔ میں آئندہ جماعت احمدیہ سے رابطہ میں رہوں گی۔

Europäisches Hansemuseum کی صدر Dr. Sternfeld نے انٹرویو میں کہا:

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ نے مجھے اس پروگرام میں دعوت دی۔ مَیں اس مسجد اور جماعت احمدیہ کو نہیں جانتی تھی۔ جس طرح آپ کی جماعت کام کر رہی ہے اور جس پیغام کے ساتھ آپ اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہیں مجھے بہت حیرانی ہوئی۔ مَیں سمجھتی ہوں کہ اس قسم کے پروگرام معاشرہ کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کی کناروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

عشائیہ مجلسِ صحت جماعت احمدیہ جرمنی

مجلس صحت کا قیام

جرمنی میں کھیلوں کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر کھیلوں میں جرمن ٹیموں نے خوب شہرت پائی ہے۔ خواتین بھی مقابلوں میں عالمی پوزیشنیں حاصل کرتی چلی آ رہی ہیں۔ احمدی نوجوان مختلف سپورٹس کلبوں کے ممبر ہیں اور اپنے اپنے ذوق کے مطابق کھیلوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ 1980ء کی دھائی کے آخری سالوں میں احمدی نوجوانوں نے مل کر یہاں کرکٹ کو فروغ دیا اور ٹیمیں بنا کر باہمی مقابلوں کی طرح ڈالی جس کو کرکٹ کے حلقوں میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا اس وقت جرمنی میں کرکٹ بورڈ موجود تھا لیکن کرکٹ زیادہ تر ان علاقوں میں محدود پیمانے پر کھیلی جاتی تھی جہاں برٹش آرمی کے یونٹ موجود تھے۔ احمدی نوجوانوں اور دوسرے پاکستانیوں کی بدولت جب کرکٹ کلب کی تعداد بڑھ گئی تو جرمنی میں نیشنل چیمپین شپ کے انعقاد کی بنیاد پڑی۔ چنانچہ 1990ء اور 1991ء کی دو نیشنل چیمپین شپ فضل عمر کرکٹ کلب نے جیتیں۔ جس سے متاثر ہو کر جرمن کرکٹ بورڈ کے صدر خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع پر گروس گیراؤ تشریف لائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات بھی کی۔ احمدی نوجوان مکرم عبدالمومن طاہر صاحب دو مرتبہ 1987ء اور 1988ء میں کیرم بورڈ کے ملک گیر مقابلوں میں جرمنی بھر میں اوّل قرار پائے اور ان کو جرمن ماسٹر کا ٹائٹل دیا گیا۔ بیڈمنٹن میں احمدی نوجوانوں نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

کھیلوں کے شعبہ کو منظم کرنے کے لئے جماعت جرمنی کی طرف سے 2020ء میں مجلسِ صحت کا باقاعدہ طور پر قیام عمل میں آیا اور مکرم ملک ابرارالحق صاحب صدر مجلس صحت مقرر ہوئے۔ گزشتہ دو سال کے دوران متعدد ان اور آؤٹ ڈور سپورٹس کا آغاز کیا گیا۔ 2021ء اور 2022ء میں کرکٹ، باسکٹ بال، فٹبال، والی بال، بیڈمنٹن، ٹینس، کے مقابلہ جات کے علاوہ ہائیکنگ اور سائیکل سفر بھی کروائے گئے۔

عشائیہ

مؤرخہ 14 جنوری 2023ء کو بعد نماز عشاء مجلسِ صحت جرمنی کی طرف سے مکرم امیر صاحب جرمنی کی زیرِ صدارت سالانہ عشائیہ کا اہتمام بیت السبوح فرانکفرٹ میں کیا گیا۔ ہال میں مختلف کھیلوں کے بینرز سٹیج کی زینت میں اضافہ کر رہے تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم و جرمن ترجمہ سے ہوا جس کی سعادت مکرم عمران احمد بشارت صاحب مربّی سلسلہ کو ملی۔ اس کے بعد حاضرین کو مجلسِ صحت کے تحت 2022ء میں ہونے والے پروگرامز کے بارہ میں تعارفی ویڈیو دکھائی گئی۔

بعد ازاں صدر مجلس صحت مکرم ملک ابرارالحق صاحب نے بتایا کہ صد سالہ جوبلی کے سال میں جو کھیلیں ہوں گی ان میں یورپین ممالک کی احمدی ٹیموں کو بھی مدعو کیا جائے گا۔ مکرم عمران بشارت صاحب نے دینی نکتہ نگاہ سے کھیل کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ پھر مکرم عبداللہ واگس ہاوزر امیر جماعت جرمنی نے مختصر تقریر میں کہا کہ انگلستان جانے والے سائیکل سفر میں 11 مبلّغین کی شرکت باعثِ مسرت ہے۔ مبلّغین کرام کو جسمانی ورزش کے لئے وقت نکالنا چاہیے۔ بچوں کو سائیکل چلانے کی عادت ڈالیں۔ سائیکل خراب ہو جائے تو صرف دس فیصد لوگ سائیکل ٹھیک کرواتے ہیں اور دل چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ مجلسِ صحت بیت السبوح میں بھی سائیکل مرمت کرنے کی سہولت مہیا کرے۔ خطاب کے بعد امیر صاحب نے کھلاڑیوں اور انتظامیہ میں انعامات تقسیم کئے نیز ہائیکنگ پر جانے والے شاملین کو یادگاری اسناد دی گئیں۔ شعبہ ضیافت کو بھی اچھے انتظامات کرنے پر انعام دیا اور پھر اجتماعی دعا کروانے کے بعد حاضرین کے ساتھ کھانا تناول کیا۔ نظامت کے فرائض مکرم عدنان حمید صاحب نے سرانجام دیئے۔

(رپورٹ: مکرم عرفان احمد خان صاحب)

تقریبِ تقسیم انعامات

(رپورٹ: لئیق احمد، انچارج حفظ القرآن کلاس و معاون شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی جرمنی)

مؤرخہ 30 اکتوبر 2022 کو مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کی زیرِ صدارت مسجد بیت الواحد ہاناؤ میں شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی جرمنی کے تحت تقریب تقسیم انعامات و اسناد منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم و ترجمہ سے ہوا جس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام مع جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔

حفظ القرآن کلاس جرمنی کے پہلے دو حفّاظ

تقریب کے آغاز میں سال 2022ء میں حفظ القرآن مکمل کرنے کی توفیق پانے والے دو حفاظ کرام عزیزم حافظ محمد ذکی اللہ ضیاء اور عزیزم حافظ محمد عثمان احمد صاحب کا تعارف خاکسار نے پیش کیا۔

حافظ محمد ذکی اللہ ضیاء

عزیزم محمد ذکی اللہ ضیاء ابن مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب کو حفظ القرآن کلاس جرمنی سے پہلا حافظ قرآن ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ 17 جولائی 2017ء کو بعمر 9 سال سات ماہ حفظ القرآن کلاس میں داخل ہوئے اور 06 مئی 2022 بعمر 14 سال 5 ماہ مکمل حفظ کی توفیق پائی۔ کل عرصہ حفظ کا 4 سال اور تقریباً 10 ماہ ہے۔ اپنے اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ کرتے رہے، بارک اللہ۔

تدریس کے فرائض مکرم حافظ اویس قمر صاحب، مکرم حافظ شاذل صاحب، مکرم تحسین رشید صاحب مربی سلسلہ، مکرم ارسلان سندھو صاحب مربی سلسلہ کو سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ عزیزم انتظامی ہدایات، تعاون، میٹنگز، کلاسز میں حاضری اور ماہانہ رپورٹس بھیجنے کے لحاظ سے بھی مثالی طالب علم رہے۔

حافظ محمد عثمان احمد

عزیزم محمد عثمان احمد صاحب ابن مکرم فاروق احمد عمر صاحب 17 جولائی 2017ء بعمر 8 سال 9 ماہ حفظ القرآن کلاس جرمنی میں داخل ہوئے۔ اور 13 سال 7 ماہ کی عمر میں 18 جون 2022ء کو 4 سال اور تقریباً 11 ماہ میں سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تکمیل حفظ القرآن کی توفیق پائی۔ عزیزم کے استاد مکرم حافظ ناصر احمد صاحب نے بڑی محنت اور لگن سے اس فریضہ کو سرانجام دیا۔ اسی طرح مکرم ارسلان سندھو صاحب نے بطور مقامی مربی سلسلہ مدد کی۔ ہر پروگرام، امتحانات، میٹنگز اور بروقت رپورٹس بھجوانے میں بھی باقاعدہ رہے۔

عزیزم کو حفظ القرآن کلاس جرمنی کے تحت دوسرے حافظ قرآن ہونے کا اعزاز نصیب ہوا۔

مکرم نیشنل امیر صاحب نے دونوں حفاظ کو انعام مع سرٹیفیکیٹ دیئے جس کے بعد مبلغ انچارج مکرم صداقت احمد صاحب نے قرآنِ کریم سیکھنے، سکھانے اور حفظ القرآن کی اہمیت و برکات کے موضوع پر مختصر تقریر کی۔ بعدازاں مکرم حشام احمد صاحب نے بذریعہ پریزنٹیشن کارکردگی نیشنل شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی، حفظ القرآن کلاس اور معلّمین کلاسز کا تعارف اور امتحانات کی مندرجہ ذیل رپورٹ پیش کی۔

شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی جرمنی کے زیرانتظام جاری حفظ القرآن کلاس کے طلباء کے سالانہ امتحانات مؤرخہ 30 جولائی تا 02 اگست 2022ء جامعہ احمدیہ جرمنی میں ہوئے۔ ان میں 51 طلباء نے حفظ کردہ پاروں کا امتحان دیا۔ اسی طرح شعبہ کے زیرِانتظام اردو اور جرمن ترجمۃ القرآن معلّمین کلاسز اور ترتیل معلّمین کلاس کے طلباء نے بھی اپنے کورسز کے امتحانات دیئے۔ معلّمین کلاسز کے کل 59 طلباء نے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔ 18 طلباء اردو ترجمۃ القرآن معلّمین کلاس اولیٰ نے اور 20 طلباء کلاس ثانیہ نے اپنے کورس کا امتحان پاس کیا۔ جرمن ترجمۃ القرآن معلّمین کلاس اولیٰ کے 11 اور ثانیہ کے 3 طلباء نے کورس کا امتحان پاس کیا۔ اسی طرح 7 طلباء نے ترتیل القرآن معلّمین کلاس کا کورس مکمل کیا اور امتحان میں کامیابی حاصل کی۔

رپورٹ کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے امتحانات میں کامیاب ہونے والے طلباء، معلّمین اور وقفِ عارضی میں مثالی کارکردگی دکھانے والی جماعتوں میں انعامات تقسیم کئے۔ تقسیم انعامات کے بعد امیر صاحب نے اختتامی تقریر میں حفظ القرآن کی اہمیت اور شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کے تحت جاری حفظ القرآن کلاس جرمنی کی کاوشوں کو سراہاتے ہوئے مزید محنّت اور لگن سے قرآن کریم کی تعلیم پھیلانے کی تلقین کی تقریب کا اختتام دعا سے ہوا جس کے بعد نمازِ ظہر و عصر ادا کی گئیں اور حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

حافظ محمد ذکی اللہ ضیاء مکرم امیر صاحب اور اپنے والد صاحب کے ہمراہ

حافظ محمد عثمان احمد مکرم امیر صاحب اور اپنے والد صاحب کے ہمراہ

مقرر: مکرم امیر صاحب جرمنی۔ سٹیج: مکرم صداقت احمد صاحب، مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی جرمنی، مکرم عباس احمد صاحب

مدبّر احمد خان

قسط دوم

مثنوی قادر نامہ

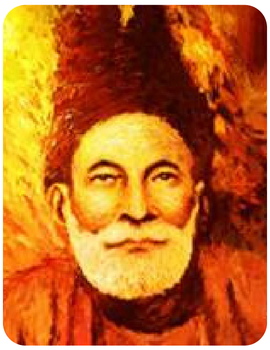

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کے سات بچے تھے لیکن افسوس ان میں سے کوئی بھی پندرہ ماہ سے زائد تک نہ جیا اور غالبؔ لاولد ہی مرے۔ اپنی اسی تنہائی اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر غالب نے زین العابدین خاں عارف کو متبنیٰ بنا لیا تھا جو ان کی بیوی کے بھانجے تھے۔ لیکن عین شباب کے عالم میں پینتیس سال کی عمر میں، عارف بھی وفات پا گئے، اور انہی عارف مرحوم کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کے لیے غالب نے ’مثنوی قادر نامہ‘ لکھی تھی۔ دراصل یہ مثنوی ایک طرح کی لغت نامہ ہے جس میں غالبؔ نے عام استعمال کے فارسی اور عربی الفاظ کے ہندی یا اردو مترادف بیان کیے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہو سکے۔

مسا آژخ اور چھالا آبلہ
اور ہے دائی جنائی قابلہ

اونٹ اشتر اور اشغر سیہ ہے
گوشت ہے لحم اور چربی پیا ہے

ہے زنخ ٹھوڑی ذقن بھی ہے وہی
خاد ہے چیل اور زغن بھی ہے وہی

پھر غلیواز اس کو کہیے جو ہے چیل
چیونٹی ہے مور اور ہاتھی ہے فیل

لومڑی روباہ اور آہو ہرن
شمس سورج اور شعاع اس کی کرن

اسپ جب ہندی میں گھوڑا نام پائے
تازیانہ کیوں نہ کوڑا نام پائے

گربہ بلی موش چوہا دام جال
رشتہ تاگا جامہ کپڑا قحط کال

خر گدھا اور اس کو کہتے ہیں الاغ
دیگداں چولہا جسے کہیے اجاغ

ہندی چڑیا فارسی گنجشک ہے
مینگنی جس کو کہیں وہ پشک ہے

تابہ ہے بھائی توے کی فارسی
اور تیہو ہے لوئی کی فارسی

نام مکڑی کا قلاش اور عنکبوت
کہتے ہیں مچھلی کو ماہی اور ہوت

پشہ مچھر اور مکھی ہے مگس
آشیانہ گھونسلہ پنجرہ قفس

بھیڑیا گرگ اور بکری گوسپند
میش کا ہے نام بھیڑ اے خود پسند

نام گل کا پھول شبنم اوس ہے
جس کو نقارا کہیں وہ کوس ہے

سقف چھت ہے سنگ پتھر اینٹ خشت
جو برا ہے اس کو ہم کہتے ہیں زشت

خار کانٹا داغ دھبہ نغمہ راگ
سیم چاندی مس ہے تانبا بخت بھاگ

زر ہے سونا اور زر گر ہے سنار
موز کیلا اور ککڑی ہے خیار

ریش داڑھی موچھ سبلت اور بروت
احمق اور نادان کو کہتے ہیں اوت

زندگانی ہے حیات اور مرگ موت
شوے خاوند اور ہے انباغ سوت

جملہ سب اور نصف آدھا ربع پاؤ
صرصر آندھی سیل نالہ باد باؤ

ہے جراحت اور زخم اور گھاؤ ریش
بھینس کو کہتے ہیں بھائی گاؤ میش

ہفت سات اور ہشت آٹھ اور بست بیس
سی اگر کہیے تو ہندی اس کی تیس

ہے چہل چالیس اور پنجاہ پچاس
ناامیدی یاس اور امید آس

دوش کل کی رات اور امروز آج
ارد آٹا اور غلہ ہے اناج

چاہیے ہے ماں کو مادر جاننا
اور بھائی کو برادر جاننا

پھاوڑا بیل اور درانتی واس ہے
فارسی کاہ اور ہندی گھاس ہے

سبز ہو جب تک اسے کہیے گیاہ
خشک ہو جاتی ہے تب کہتے ہیں کاہ

چکسہ پڑیا کیسے کا تھیلی ہے نام
فارسی میں دھپے کا سیلی ہے نام

اخلکندو جھنجنا نیرو ہے زور
بادفر پھرکی ہے اور ہے دزد چور

انگبیں شہد اور عسل یہ اے عزیز
نام کو ہیں تین پر ہے ایک چیز

تاریخ جرمنی (قسط چہاردہم)

مرتبہ: مدبّر احمد خان

تاریخ جرمنی

St. Peter's Basilica, Vatican City

پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی کے احوال کا تذکرہ جاری ہے۔ دَراصل ان دو صدیوں میں اتنے بڑے واقعات جرمنی بلکہ یورپ بھر میں پیش آئے کہ لاکھ اختصار سے کام لینے کے باوجود انہیں ایک دو قسطوں میں نپٹانا ممکن نہیں ہے۔ بارہویں قسط میں ہم نے ضمناً اس بات کا ذکر کیا تھا کہ کلیسا بلکہ Catholic Church سے متعلق عوام میں غصے اور ناخوشگواری کے جذبات پائے جاتے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ کلیسا کا سیاسی کردار اور حد سے بڑھتے ہوئے اخراجات تھے۔ جگہ جگہ بڑے بڑے اور بے حد مہنگے کلیسا بنوائے جا رہے تھے جن کی تعمیر اور دیکھ بھال میں بہت زیادہ پیسہ خرچ ہوتا تھا۔ اسی طرح سارے عملہ کے اخراجات بھی اٹھانا تھے۔ اور ان سب اخراجات کا بوجھ عوام کے کاندھوں پر لاد دیا جاتا تھا۔ اب عوام سے مختلف طریقوں پر رقوم جمع کی جاتی تھیں۔ ان میں سب سے قابلِ ذکر ذریعہ آمدن معافی ناموں کا جاری کرنا تھا۔

چرچ کی تعلیم یوں تھی کہ انسان اپنے کردہ گناہوں کی سزا یعنی دوزخ کی آگ کا مستحق ہے۔ ہر وہ انسان جو نجات چاہتا ہے اسے توبہ کے ساتھ ساتھ کلیسا کو چندہ دے کر اپنی نجات اور گناہوں کی معافی حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ کلیسا حضرت عیسیٰؑ کی اس دنیا میں نمائندہ ہے۔ جب کلیسا کی مالی ضروریات بڑھتی گئیں تو معافی ناموں میں بھی وسعت پیدا ہوتی گئی۔ اب انسان نہ صرف اپنے گناہوں کے لیے معافی نامے حاصل کر سکتا تھا بلکہ اپنے مرحوم اعزاء کے لیے بھی۔ اَور تو اَور اب اسے یہ بھی تاکید تھی کہ وہ اپنے ان گناہوں کی بھی معافی حاصل کر لے جو وہ مستقبل میں کرے گا، کیونکہ کیا معلوم کل ان گناہوں کی تلافی کے لیے معافی نامے کا خرچہ اٹھانے کی سکت اس میں ہو نہ ہو۔ یعنی غالبؔ جن ناکردہ گناہوں کی حسرت کے لیے خدا سے دادطلب تھے، کلیسا ان ناکردہ گناہوں پر معاوضے کا خواست گار۔ نیز کلیسا کے مختلف عہدیداروں کی طرف سے مالی بدعنوانیاں بھی عوام کے سامنے آتی جا رہی تھیں۔ مثال کے طور پر 1517ء میں Brandenburg میں جو رقوم جمع کی گئیں انہیں St. Peter's Basilica پر خرچ کرنا تھا۔ لیکن چونکہ Bishop Albrecht نے سیاسی عہدوں کی خاطر اتنی رشوتیں دی تھیں کہ اب وہ قرض میں ڈوب چکا تھا۔ اس لیے چندے کی رقم کا بہت سا حصہ Bishop کے ہاتھوں میں آ گیا اور یہ بات عوام میں پھیل گئی۔

القصہ عوام میں کلیسا کے خلاف شدید غم وغصّہ تھا، لیکن مذہب سے ناواقفیت کے باعث ان کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔ انہیں مذہب کا وہی علم تھا جو انہیں سکھایا جاتا تھا۔ ابھی تک بائبل کا عوامی زبان میں ترجمہ بھی موجود نہ تھا۔ سو خدا کے غضب کے خوف سے وہ اپنے آپ کو مجبور پاتے تھے۔

عوام کے جذبات اور خیالات کو گاہے بگاہے آواز بھی ملی۔ جرمنی کے شہر Frankfurt میں 1456ء میں کئی ایسے تنقیدی نکات جن کا ذکر اوپر آیا ہے، پہلی مرتبہ پڑھ کر سنائے گئے۔ اور ہر سال پوپ کے لیے کلیسا کے عہدیداروں کو پیش کیے جاتے رہے۔ لیکن اس کا کوئی نتیجہ سامنے نہ آ سکا۔ اس تحریک میں خود دوسرے دینی علماء شامل تھے جو کلیسا کے رویوں سے سخت ناخوش تھے۔ ان دینی علماء کا مقصد اس تنقید سے کلیسا کی اصلاح تھی نہ کہ بغاوت۔

اس سارے پس منظر کا ذکر اس لیے ضروری تھا کہ Martin Luther کی تحریر و تقریر سے جو Reformation کی تحریک پیدا ہوئی، اس کی تیاری ان واقعات سے ہو رہی تھی۔ Humanism کا فلسفہ، سائنسی ترقیات، طباعت کے ذرائع، کلیسا کے خلاف عوامی جذبات، کلیسا کا سیاسی کردار اور کلیسا کے اصلاح کی مختلف تحریکیں (ایک تحریک کا ذکر بارہویں قسط میں بھی ہوا تھا)، یہ سب گویا Reformation کا پیش خیمہ تھیں۔

اور خود Martin Luther نے بھی اپنی تنقید میں پہلے سے موجود اصلاح کی کوششوں کا حوالہ دیا ہے۔ Reformation جرمنی کی تاریخ کے لیے بالخصوص اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ یہ تحریک جرمنی سے اُٹھی۔ لیکن شاید اس کی کامیابی کے لیے اس کا جرمنی میں اُٹھنا ہی ضروری تھا کیونکہ جرمنی پر جو اثر و تسلط کلیسا کا تھا وہ یورپ کے بقیہ مغربی حصے میں نہیں تھا۔ اگلی قسط میں اب ہم باقاعدہ Martin Luther کی شخصیت اور Reformation کے آغاز کا تذکرہ کریں گے، ان شاءاللہ۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin
Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin
Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002

جرمنی میں سیزیرین سیکشن سے بچوں کی پیدائش میں دوگنا اضافہ

جرمنی میں ہر تیسرے بچے کی پیدائش سیزیرین سیکشن یا سرجری سے ہو رہی ہے۔ 2021ء میں اس طریق سے شرح پیدائش 30.9 تک پہنچ چکی تھی۔ جرمنی کے شہر ویزبادن میں قائم وفاقی شماریاتی دفتر کی طرف سے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق اب سیزیرین سیکشن پیدائش میں دوگنا اضافہ ہو چکا ہے۔ رپورٹ کے مطابق دو لاکھ سینتیس ہزار خواتین نے سرجری کے عمل کے ذریعے بچوں کو جنم دیا۔ ایک سال بیشتر 2020ء میں سیزیرین سیکشن کی شرح 29.7 فیصد تھی جبکہ 1991ء میں یہ شرح صرف 15.3 فیصد تھی۔ اس طرح تیس سالوں میں شرح دوگنا ہو گئی ہے۔

دو ہزار سال قدیم خاتون کے چہرے کی نمائش

سعودی عرب کے شہر العلا میں آثار قدیمہ کے ماہرین نے نبطی دور سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے چہرے کے ڈھانچے کی بحالی کی ہے۔ اس 2000 سال پرانی عورت کے چہرے کو ڈیجیٹل تصویر کشی اور 3D پرنٹنگ تکنیک کے ذریعہ بنایا گیا ہے جسے اب نمائش کے لئے Hegra Welcome Centre AlUla میں پیش کیا گیا ہے۔ خاتون کو حِنات ''Hinat'' کا نام دیا گیا ہے جن کی باقیات الحجر شہر سے دریافت ہوئی تھیں۔

جرمنی میں ادویات کی قلت

جرمنی میں دوا فروشوں کی متعدد تنظیموں کے مطابق پورے ملک میں اس وقت ایسی ادویات کی تعداد تقریباً 425 ہے جن کی ترسیل میں تاخیر ہو رہی ہے اور ضرورت کے مطابق سپلائی نہیں ہو پا رہیں۔ ان ادویات میں پینسلین، کئی قسم کی اینٹی بائیوٹیکس اور یہاں تک کہ بلڈ پریشر، سرطان، معدے اور دل کے امراض کے لئے استعمال ہونے والی ادویات بھی کمی کا شکار ہیں۔

قبل مسیح دَور کا ریستوران اور فریج دریافت

عراق کے ماہرین آثار قدیمہ کو کھدائی کے دوران شہر لجش میں ہزاروں سال پرانا قدیم ریستوران ملا ہے۔ یہ شہر پرانی سومری سلطنت کے شہروں میں سے ایک ہے۔ دریافت ہونے والا ریستوران متعدد حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک حصہ کھلی ہوا میں کھانا کھانے کے لئے رکھا گیا تھا اور وہاں کرسیاں بھی موجود تھیں۔ وہیں ایک تندور نما چیز کے آثار بھی ملے ہیں جہاں بچا ہوا پرانا کھانا بھی موجود تھا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ تندور کی شکل جیسی چیز حقیقت میں اس قدیم دَور کا فریج تھا اور اس کی خاصیت یہ تھی کہ کھانے کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے رطوبت جذب کر لیتا تھا۔

ناروے کے احمدی شہری کا پاکستان میں قتل

ڈی ڈبلیو کی رپورٹ کے مطابق پاکستانی صوبہ پنجاب کے شہر گجرات میں ناروے کے ایک پاکستانی نژاد احمدی شہری کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ پاکستان میں احمدی برادری کے خلاف نفرت انگیزی پر مبنی ایسے حملے سلسلہ وار انداز میں جاری ہیں۔ رپورٹ کے مطابق 75 سالہ احمدی شخص رشید احمد کے قتل کی تصدیق مقامی احمدی برادری کے ترجمان سلیم الدین نے کر دی ہے۔ رپورٹ میں پولیس ذرائع نے بتایا کہ اس قتل کی واحد وجہ مقتول کا عقیدہ تھا۔

ترکیہ اور شام میں زلزلہ سے ہلاکتوں میں اضافہ

ترکیہ اور شام میں آنے والے زلزلے سے ہلاکتوں کی تعداد 50,000 سے تجاوز کر گئی ہے۔ عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق اب تک ترکیہ کے تین لاکھ 45 ہزار اپارٹمنٹس کی تباہی کا پتہ چلا ہے۔ جبکہ مزید ہلاکتوں کا خدشہ ہے۔ دوسری جانب شام کے شورش زدہ علاقوں میں بھی ہلاکتوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ترکیہ میں ہلاک شدگان کی تعداد 44,000 جبکہ شام میں 5000 سے زائد ہے۔ زلزلہ کے بعد ہلکی نوعیت کے جھٹکے ابھی تک محسوس کیے جا رہے ہیں۔ رپورٹس کے مطابق ان ہلکی نوعیت کے جھٹکوں میں بھی سینکڑوں افراد زخمی ہوئے ہیں جس کے باعث شہریوں میں خوف وہراس کی فضاء پھیلی ہوئی ہے۔

دلچسپ سائنسی خبریں

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

سبزیوں میں پلاسٹک ذرات

سبزیوں میں پلاسٹک ذرات کی آلودگی جدید طرزِ زندگی کی ایک اہم 'میراث' ہے، لیکن اب یہ اتنی زیادہ پھیل چکی ہے کہ اس کے ذرّات ہماری ان سبزیوں میں بھی سامنے آرہے ہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ پلاسٹک کے ذرات کھانے کی فصلوں کو بھی براہِ راست آلودہ کر سکتے ہیں۔ 2020ء کے ایک مطالعے میں سپر مارکیٹوں کے ذریعے فروخت ہونے والے پھلوں اور سبزیوں میں اور اٹلی کے جزیرے سِسلی میں کیٹینیا میں مقامی آڑھتیوں کی طرف سے فروخت کی جانے والی مصنوعات میں مائیکرو پلاسٹک اور نینو پلاسٹکس کے موجود ہونے کا پتہ چلا ہے۔ وہاں سیب سب سے زیادہ آلودہ پھل تھے اور گاجروں میں نمونے کی گئی سبزیوں میں مائیکرو پلاسٹک کی سب سے زیادہ مقدار تھی۔ نیدرلینڈ کی لیڈن یونیورسٹی میں ماحولیاتی زہریلے اور حیاتیاتی تنوع کے پروفیسر ولی پیجنبرگ کی تحقیق کے مطابق، فصلیں نینو پلاسٹک کے ذرات کو پانی اور مٹی ان کی جڑوں میں چھوٹی دراڑوں کے ذریعے جذب کرتی ہیں جو ایک نینو میٹر سے سو نینو میٹر سائز کے چھوٹے چھوٹے ذرّے، یا انسانی خون کے سفید خلیوں سے تقریباً 1000 سے 100 گنا چھوٹے بنتے ہیں۔[1]

1-https://www.bbc.com/urdu/articles/c90kyzg85ddo

markus-spiske-4yK8iDaWnm8-unsplash

ہم سوتے میں بستر سے گرتے کیوں نہیں؟

ہم چاہے 65 سینٹی میٹر کے کیمپنگ بیڈ پر ہوں یا 200 سینٹی میٹر کے کِنگ سائز بیڈ پر، ہم میں سے اکثر لوگ وہیں بیدار ہوتے ہیں جہاں رات سوئے ہوں پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم سوتے ہوئے بیڈ سے گرتے کیوں نہیں؟ حالانکہ ہم خواب دیکھتے ہیں، حرکت کرتے ہیں، باتیں کرتے ہیں، ہنستے ہیں، کبھی چادر اوڑھ لیتے ہیں تو کبھی اتار دیتے ہیں بعض اوقات تو ساتھ سوئے ہوئے فرد کو لات بھی مار دیتے ہیں لیکن بالغ افراد شاذ ہی بستر سے گرتے ہیں۔ یونیورسٹی آف آکسفورڈ میں پروفیسر رسل فوسٹر نے بیان کیا کہ یہ درست ہے کہ نیند میں ہمارا اردگرد سے رابطہ بالکل منقطع ہوتا ہے لیکن ایک حِس ایسی موجود ہے جو کبھی سوتی نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ چھٹی حِس کی طرح ہے۔ جب ہم بچے ہوتے ہیں تو یہ اس قدر اچھی نہیں ہوتی۔ اسی لیے بچپن میں کچھ لوگ بیڈ سے گر جاتے ہیں۔ مگر عمر کے ساتھ اس میں بہتری آتی ہے۔ تو نیند میں بھی ہم پوری طرح اپنے حالات سے بے خبر نہیں ہوتے اور ہمارے جسم کے سینسر جاگتے رہتے ہیں اور ہمیں اپنی محفوظ پوزیشن برقرار رکھنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔[2]

2- https://www.bbc.com/urdu/articles/c4nd6wpxegdo

Foto von Shane auf Unsplash

کیا ہم واقعتاً ٹھنڈ لگنے سے بیمار ہوتے ہیں؟

موسم سرما کے ساتھ نزلہ زکام، انفلوئنزا اور کورونا وائرس کی نشوونما میں خاطر خواہ اضافہ دیکھنے میں آتا ہے۔ تحقیق کے مطابق مندرجہ ذیل عوامل اس کا سبب ہیں:

1۔ موسم سرما میں ہم کمروں میں بند ہو کر از خود ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں جو وائرس اور بیکٹیریا وغیرہ کی نشوونما کے لیے نہایت سازگار ہوتا ہے اور بند اور تاریک گھروں میں اکثر افراد بیمار پڑ جاتے ہیں۔

2۔ موسم سرما میں چونکہ سورج کی روشنی ویسے ہی کم ہوتی ہے جس سے ہمارے جسموں میں وٹامن ڈی بہت کم بنتا ہے، جس کے باعث ہمارا دفاعی نظام کمزور ہو جاتا ہے اور ہم جلد بیمار ہو جاتے ہیں۔

تیسرا اہم ترین کردار ہوا میں نمی کی مقدار کا ہے جو موسم سرما میں بہت کم ہو جاتی ہے۔ جس کے سبب نتھنوں اور گلے میں خشکی سے باریک دراڑیں پڑ جاتی ہیں جن میں سے وائرس جلد ہمارے خلیوں میں داخل ہو پاتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ٹھنڈ یا سردی لگ جانے جیسا کوئی عمل سائنسی طور پر ثابت نہیں بلکہ مذکورہ بالا عوامل ہیں جو وائرس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بیماریوں کو خاص طور پر موسم سرما میں آسان بنا دیتے ہیں۔ لہٰذا موسم سرما میں بھی ہمیں ضرور کھلی ہوا میں جانا چاہیے، یہ عمل بیماریوں کی روک تھام اور دفاعی نظام کی بہتری کے لیے کارآمد ہے۔[3]

3-https://www.sciencenews.org/article/why-easier-catch-cold-flu-covid-winter

اُذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

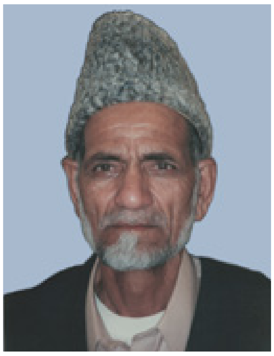

مکرم محمد صادق جنجوعہ صاحب مرحوم

(مکرم محمد صالح بشارت جنجوعہ صاحب۔جماعت Düsseldorf)

خاکسار کے والدمحترم محمد صادق جنجوعہ صاحب مؤرخہ 5 فروری 2016ء بروز جمعہ علی الصبح بعمر 92 سال اپنے مولائے حقیقی سے جاملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1926ء میں تڑگڑی ضلع گجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ میاں اللہ دتہ صاحب جنجوعہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ فوج میں بھرتی ہوئے اور پھر لاہور میں سکونت اختیار کی۔ قیام پاکستان کے وقت 14 اگست 1947ء کو لاہور ریلوے اسٹیشن پر پرچم کشائی کی تقریب میں شمولیت کے لیے فوج کے تین افراد کو بذریعہ قرعہ اندازی منتخب کیا گیا جن میں سے ایک اباجان بھی تھے بعد میں آپ کو تمغۂ پاکستان سے بھی نوازا گیا۔ علاوہ ازیں 1965ء میں تمغۂ جنگ اور 1971ء میں تمغۂ حرب بھی آپ کو ملا۔ فوج میں ملازمت کے دوران آپ کو داڑھی یا ملازمت میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنے کا کہا گیا تو آپ نے سنّتِ رسول ﷺ کی اتباع میں داڑھی رکھنے کو پسند فرمایا جس کی وجہ سے آپ کو ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔ انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرقان فورس میں بھرتی کے لیے تحریک کی تو والد صاحب کشمیر کے محاذ پر چلے گئے۔ اس کے بعد دوبارہ فوج میں شمولیت اختیار کر لی۔ آپ شروع سے ہی تبلیغ کا جذبہ رکھتے تھے اور دیوانہ وار تبلیغ کرتے تھے۔ انگریز دور میں ایم ٹی وی کا انچارج احمدیت کی بہت مخالفت کرتا تھا۔ اباجان نے بہت دعا کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ اس شخص کو ہٹا کر اباجان کو ایم ٹی وی (شعبہ ٹرانسپورٹ) کا انچارج بنا دیا گیا اور تبلیغ جاری رکھی۔

مرحوم نے تبلیغ کرنے کا ایک طریق یہ بھی اختیار کیا کہ طبیہ کالج سے حکمت پڑھ کر ڈگری حاصل کی اور مریضوں کا علاج کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو تبلیغ بھی کرتے رہے۔ زیرِ تبلیغ لوگوں کو ربوہ کی زیارت کرواتے اور سوال وجواب کی مجالس منعقد کرواتے تھے۔ فوج میں تبلیغ کی وجہ سے متعدد بار کیس بھی بنے لیکن اللہ تعالیٰ نے بری کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جب حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''سراج الدین عیسائی کے سوالوں کا جواب'' کے وسیع پیمانے پر تقسیم کرنے کی تحریک فرمائی تو آپ صبح ایک تھیلا بھر لیتے اور فوج میں تقسیم کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ پر کیس بھی بن گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے بری فرمایا۔ جس کرنل نے کیس سنا اس نے جب آپ کو بری کر دیا تو والد صاحب نے اس کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنرل بنائے۔ چند سال بعد جب اس کرنل کی جنرل کے عہدہ پر ترقی ہوئی تو اس نے والد صاحب کو بلا کر عزت دی اور کہا کہ آپ نے جو مجھے دعا دی تھی وہ قبول ہوگئی ہے، الحمدللہ۔

اباجان بہت بہادر، بے باک، نڈر اور دلیر انسان تھے۔ مسجد کے سامنے ہمارا گھر تھا اور والد صاحب ہی امام مسجد تھے۔ بچوں کو قرآن پڑھاتے اور درس دیا کرتے تھے۔ 1988ء میں مخالفین نے ہمارے گھر پر دھاوا بول کر گھر کو آگ لگا دی۔ فائرنگ بھی کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ہر نقصان سے محفوظ رکھا۔ 1991ء میں مکرم والد صاحب جرمنی آگئے اور تعلیم وتربیت اور تبلیغ کا سلسلہ یہاں بھی جاری رکھا۔

آپ کو مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ باجماعت نمازوں کا التزام کرتے اور باقاعدگی سے نمازِ تہجد بھی ادا کرتے نیز اہلِ خانہ کو بھی اس کی تحریک کرتے۔ اپنی اولاد اور ان کے بچوں کی دینی ودنیاوی تعلیم کا بھی خیال رکھتے خاص طور پر قرآنِ کریم کی محبّت کو دلوں میں بٹھانے کی کوشش کرتے۔ بچوں کو اردو پڑھنا اور لکھنا سکھایا۔ جرمنی کے مختلف علاقوں میں تبلیغ اسٹالز لگانے میں حصہ لیا اور دیگر تبلیغی سرگرمیوں میں بھی ذوق وشوق سے حصہ لیتے۔ خوش اخلاقی، ملنساری اور مہمان نوازی نمایاں اوصاف تھے۔ جب کوئی جماعتی مہمان آتا تو اصرار کر کے اپنا مہمان بناتے اور بڑے شوق سے خدمت کرتے۔

آپ کچھ عرصہ بیمار رہ کر چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے۔ باوجود معذوری کے ویل چیئر پر بیٹھ کر اجلاسات، اجتماعات اور جلسہ سالانہ پر آخر وقت تک شامل ہوتے رہے۔ مجلس انصاراللہ جرمنی کے تحت مقالہ نویسی کے مقابلہ میں باقاعدگی سے شامل ہوتے رہے۔ وفات سے چند ہفتے قبل ہمیں کہا کہ آپ کے دادا جان روزانہ خواب میں آکر کہتے ہیں کہ اب آجاؤ۔ اس لیے اب میرا کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت بلاوا آجائے۔ آپ لوگوں نے رونا نہیں ہے بلکہ دعا کرنی ہے۔ خلافت سے محبّت وعقیدت کا تعلق رکھنا اور جماعت سے جڑے رہنا۔

آپ کی نماز جنازہ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے مؤرخہ 5 فروری 2016ء کو مسجد بیت الشکور ناصر باغ میں بعد از نمازِ جمعہ پڑھائی۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ مرحوم نے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور متعدد پوتے پوتیاں، پڑپوتے پڑپوتیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسیح موعودؑ کے اس دیوانے اور خلافت کے پروانے کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے، آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

چوہدری محمد سعید باجوہ صاحب

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چوہدری محمد سعید باجوہ صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالعزیز باجوہ صاحب مؤرخہ 12 فروری 2023ء کو بعمر 82 سال ربوہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ چک نمبر 33 جنوبی ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ وقفِ عارضی کی مبارک تحریک کے تحت اوّلین مجاہدین میں شمولیت کی سعادت پائی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں آپ کو بطور استاد لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ گورنمنٹ ہائی سکول کانڈیوال میں ہیڈ ماسٹر تعینات ہوئے۔ ربوہ کے گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ میں انتظامی امور میں خدمات بجالاتے رہے۔ آپ ٹی آئی کالج کی فٹ بال ٹیم کے نامور ممبر اور والی بال کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔

مئی 1987ء میں 298C کے تحت جھوٹے مقدمہ میں اسیر رہے۔ سرکاری ملازمت کے باوجود بڑے تحمل اور ثابت قدمی سے حالات کا مقابلہ کیا۔

صوم وصلوٰۃ، تلاوت قرآن کریم، صدقہ وخیرات، خلفاء سے محبّت اور والدین کی خدمت کرنے والے تھے۔ مرحوم نے دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ (منیر احمد باجوہ مہدی آباد ہمبرگ)

مکرم شفیق احمد اٹھوال صاحب

ہمارے ابّا جان مکرم شفیق احمد اٹھوال صاحب ابن چوہدری رحمت اللہ صاحب مؤرخہ 21 فروری 2023ء کو بعمر 84 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ آپ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم کی نماز جنازہ مؤرخہ 22 فروری کو بیت السبوح میں مکرم امیر صاحب جرمنی نے پڑھائی اور 25 فروری کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(سعید احمد قمر۔ حلقہ بیت السبوح زوڈ فرانکفرٹ)

مکرم خلیل احمد وڑائچ صاحب

خاکسار کے خالہ زاد بھائی اور برادرِ نسبتی مکرم خلیل احمد وڑائچ صاحب ابن مکرم محمد دین وڑائچ صاحب مؤرخہ 22 فروری 2023ء کو بعمر 71 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کی دادی جان محترمہ نواب بی بی صاحبہ صحابیہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوا۔ آپ کا تعلق چک نمبر 11 فورڈواہ، تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر سے تھا۔ آپ 1975ء میں جرمنی آگئے اور 25 سال جماعت Hagen جبکہ 20 سال جماعت Karben میں رہائش پذیر رہے۔

ایک سال قبل کینسر تشخیص ہوا تھا موصوف الحمدللہ موصی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نمازِ تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے۔ ہر ماہ سب سے پہلے باقاعدگی سے چندہ ادا کرتے۔ لواحقین میں بیوہ کے علاوہ تین بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ ایک بھائی مکرم منظور احمد وڑائچ صاحب جماعت Niedernhausen میں مقیم ہیں۔ مرحوم کی نماز جنازہ 24 فروری کو بیت السبوح میں ادا کی گئی اور 28 فروری کو فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

(نصیر احمد چیمہ۔ کارکن شعبہ جنرل سیکرٹری جرمنی)

مکرم محمد ایوب راجپوت بھٹی صاحب

خاکسار کے دادا مکرم محمد ایوب راجپوت بھٹی صاحب ابن مکرم شیر جنگ راجپوت بھٹی صاحب 26 جنوری 2023ء کو بقضائے الٰہی پاکستان میں وفات پاگئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1903ء میں سارچور ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق چک نمبر 109 ر۔ب مسعود آباد تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد سے تھا۔ خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دَور میں آپ نے افرادِ خانہ کے ساتھ بیعت کی توفیق پائی۔ 1947ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے کچھ دیر کے لئے لاہور قیام کیا پھر ضلع فیصل آباد منتقل ہوگئے۔

مالی مشکلات کے باعث آپ دنیاوی تعلیم حاصل نہ کرسکے مگر اس کے باوجود نماز سیکھی۔ آپ تہجد گزار، باجماعت نماز کے پابند، مہمان نواز اور قربانی کا جذبہ رکھنے والے تھے۔ جماعت میں بطور زعیم مجلس انصاراللہ و دیگر جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ 1974ء کے جماعت مخالف حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ثابت قدم رہے۔

آپ کے 5 بیٹے 3 بیٹیاں ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم محمد محسن بھٹی صاحب بطور ڈاکٹر جبکہ دوسرے پوتے (خاکسار) جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ گاؤں میں مکرم منظور حیات مسرور صاحب معلّم سلسلہ نے پڑھائی اور مقامی احمدیہ قبرستان میں تدفین ہوئی۔

(احسن فہیم بھٹی مربی سلسلہ وسیکرٹری سمعی وبصری جرمنی)

مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی امی جان مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد دین صاحب مؤرخہ 6 فروری 2023ء بعمر 83 سال ڈیٹسن باخ جرمنی میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ 2015ء میں پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی آئیں۔ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ خاندان میں مخالفت اور قطع تعلقی کے باوجود ثابت قدم رہیں۔ خلافت سے عقیدت کا تعلق رکھنے والی تھیں۔ بیماری میں بھی نماز کی ادائیگی کے لیے فکرمند رہتیں۔ غرباء پرور خاتون تھیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ جرمنی میں مکرم رانا شیراز صاحب مربی سلسلہ جبکہ ربوہ میں مکرم اللہ بخش صادق صاحب وکیل التعلیم تحریکِ جدید نے پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی اور قبر کی تیاری کے بعد مکرم مجیب احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ نے دعا کروائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ (محمد زاہد قمر، کارکن جامعہ احمدیہ جرمنی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رمضان مبارک

Ramadan Mubarak 2023

(1444 ہجری)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
(2:184)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) سے فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

O die ihr glaubt! Fasten ist euch vorgeschrieben, wie es denen vor euch vorgeschrieben war, auf dass ihr euch schützet.

Frankfurt

عشرہ رحمت – Die zehn Tage der Gnade

Nr. نمبر	Datum تاریخ	Tag دن	Sahar انتہائے سحر	Iftar وقت افطار
1	23.03.2023	DO	04:51	18:47
2	24.03.2023	FR	04:49	18:48
3	25.03.2023	SA	04:47	18:50
4	26.03.2023	SO	05:45	19:51
5	27.03.2023	MO	05:42	19:53
6	28.03.2023	DI	05:40	19:55
7	29.03.2023	MI	05:38	19:56
8	30.03.2023	DO	05:36	19:58
9	31.03.2023	FR	05:34	19:59
10	01.04.2023	SA	05:32	20:01

عشرہ مغفرت – Die zehn Tage der Vergebung

Nr. نمبر	Datum تاریخ	Tag دن	Sahar انتہائے سحر	Iftar وقت افطار
11	02.04.2023	SO	05:29	20:02
12	03.04.2023	MO	05:27	20:04
13	04.04.2023	DI	05:25	20:06
14	05.04.2023	MI	05:23	20:07
15	06.04.2023	DO	05:21	20:09
16	07.04.2023	FR	05:19	20:10
17	08.04.2023	SA	05:17	20:12
18	09.04.2023	SO	05:14	20:13
19	10.04.2023	MO	05:12	20:15
20	11.04.2023	DI	05:10	20:17

عشرہ جہنم کی آگ سے نجات – Die zehn Tage der Erlösung von der Hölle

Nr. نمبر	Datum تاریخ	Tag دن	Sahar انتہائے سحر	Iftar وقت افطار
21	12.04.2023	MI	05:08	20:18
22	13.04.2023	DO	05:06	20:20
23	14.04.2023	FR	05:04	20:21
24	15.04.2023	SA	05:02	20:23
25	16.04.2023	SO	05:00	20:24
26	17.04.2023	MO	04:58	20:26
27	18.04.2023	DI	04:56	20:28
28	19.04.2023	MI	04:54	20:29
29	20.04.2023	DO	04:52	20:31
30	21.04.2023	FR	04:50	20:32

Gebet beim Fastenbrechen: روزہ کھولنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں۔

O Allah! Für Dich alleine habe ich gefastet und mit Deiner Gabe breche ich mein Fasten.

زیادہ رقبے پر پھیلی ہوئی جماعتوں میں رہنے والے احباب اپنے (مقامی) غروب آفتاب کے دو منٹ بعد روزہ افطار کر لیں۔

Personen die in größeren Gemeinden (Jamaat) in größerer Entfernung voneinander leben, sollen entsprechend ihrer Ortschaften, zwei Minuten nach Sonnenuntergang ihr Fasten brechen.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ ہوتا ہوں۔ (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل يقول إني صائم إذا شتم)

Der Heilige Prophet[SAW] sagte: Allah der Allmächtige und Majestätische sagt: Alle Taten des Menschen sind für sich selbst, aber das Fasten ist für Mich und Ich selbst werde es belohnen.
(Ṣaḥīḥu l-Buḫārī); Garten der Rechtschaffenen, S.296

مسائل رمضان

مطالعہ کے لیے اس کوڈ کو سکین کریں

FAQ Ramadan

Zum lesen, scannen Sie bitte diesen QR Code

ماہ شوال کے نفلی روزے

Freiwilliges Fasten im Monat Schawwāl

Datum تاریخ	Tag دن	Fastenbeg. انتہائے سحر	Fastenbrechen وقت افطار
23.04.2023	SO	04:44	20:37
24.04.2023	MO	04:42	20:39
25.04.2023	DI	04:40	20:40
26.04.2023	MI	04:38	20:42
27.04.2023	DO	04:36	20:43
28.04.2023	FR	04:35	20:45

Abteilung Tarbiyyat
AMJ Deutschland

فدیہ کم از کم 80 یورو
Fidya mind. 80,-€

عید فنڈ حسب استطاعت
Eid Fund: Nach eigenen Ermessen

صدقۃ الفطر 3 یورو فی کس
Sadqatul Fitr 3,-€ p.P.

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 24 | ISSUE 03 | MARCH 2023
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de